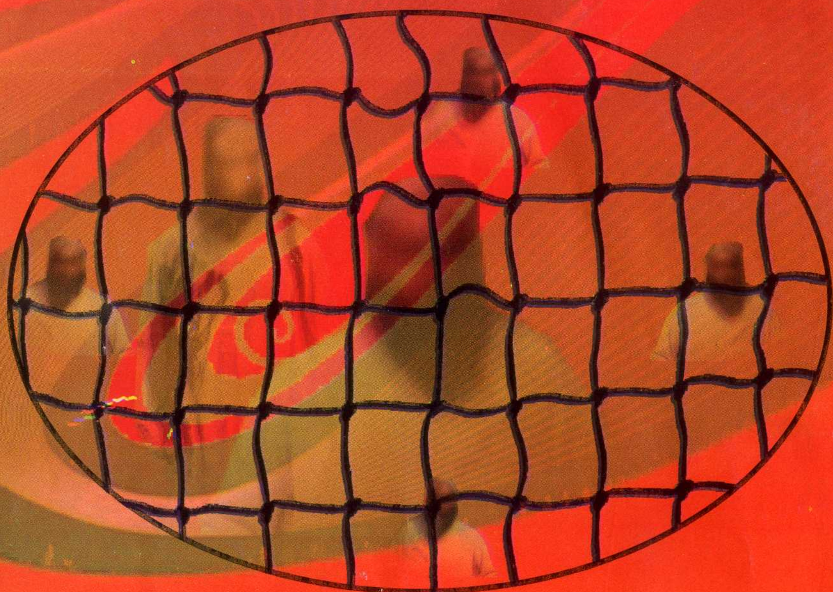
وہابیت

اپنے ہی جال میں



حسب الارشاد

مفتی محمد عمران حنفی

(مفتی جامعہ نعیمیہ)

مؤلف

محمد اسلم باروی نعیمی

(فاضل جامعہ نعیمیہ)

وہابیت

اپنے ہی جال میں

مؤلف

محمد اسلم باروی نعیمی

ناشر

باروی پبلشرز لاہور

نام کتاب	:	وہابیت اپنے ہی جال میں
مؤلف	:	محمد اسلم باروی نعیمی
حسب الارشاد	:	مفتی محمد عمران حنفی
تعداد	:	گیارہ سو
صفحات	:	128
قیمت	:	-/100 روپے
ناشر	:	باروی پبلشرز

فہرست

حمد باری تعالیٰ

توحیدو رسالت کی خاطر ہر باطل سے ٹکرائیں گے
ہم فکر مدینہ کا پرچم ہر چوٹی پہ لہرائیں گے
معبود فقط ہے ایک خدا مسجود فقط ہے ایک خدا
ہم الااللہ کی صداؤں سے سینوں کو پھر گرمائیں گے
کیوں شرک کے فتوے لگتے ہیں توحید کے ان متوالوں پر
ہم ان کج فکر خطیبوں کوراز توحید سکھائیں گے
وہ دیپ جو بجھ گئے فتنوں کی تندوتاریک ہواؤں سے
طیبہ کی دیا سلائی سے ہم پھر وہ دیپ جلائیں گے
تعظیم نبی کا سنتے ہی جنہیں سوزش سی ہوجاتی ہے
شوق توحید کے شربت سے ہم انکا رعب مٹائیں گے
یہ بھول ہے تیری واشنگٹن کہ دنیا پہ تو راج کرے
رحمان کے بندے ہر بستی پہ مدنی رنگ چڑھائیں گے
میں کہتا ہوں بدخواہوں سے اٹھ جاؤ میری راہوں سے
مقروض ہے میری جان ابھی ہم خود ہی قرض چکائیں گے
میں رب کی آس پہ کہتا ہوں سرکار مدینہ کے صدقے
وہ دن بھی آئے گا آصف ہم دنیا پہ چھا جائیں گے

از: مفکر اسلام حضرت علامہ مولانا ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ

نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(کلام اعلیٰ حضرتؒ)

رخ دن ہے یا مہر سماء یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
شب زلف ہے یا مشک ختا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
ممکن میں یہ قدرت کہاں واجب میں عبدیت کہاں
حیراں ہوں یہ بھی ہے خطا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
حق یہ کہ ہیں عبد الہ اور عالم امکاں کے شاہ
برزخ ہیں وہ سر خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
بلبل نے گل ان کو کہا قمری نے سرو جاں فزا
حیرت نے جھنجھلا کر کہا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
خورشید تھا کس زور پر کیا بڑھ کے چمکا تھا قمر
بے پردہ جب وہ رخ ہوا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
ڈر تھا کہ عصیاں کی سزا اب ہو گی یا روز جزا
دی انکی رحمت نے صدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
دن لہو میں کھونا تجھے شب صبح تک سونا تجھے
شرم نبی خوف خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
ہے بلبل رنگیں رضا یا طوطیٔ نغمہ سرا
حق یہ کہ واصف ہے تیرا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

تقریظ

حضرت علامہ مولانا ڈاکٹر محمد سلیمان قادری صاحب مدظلہ (سابقہ اہل حدیث)
مدرس جامعہ نعیمیہ لاہور

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم .اما بعد.

مولانا محمد اسلم باروی صاحب زید مجدہ کی تصنیف ﴿وہابیت اپنے ہی جال میں﴾ کا مطالعہ کیا جسے میں نے عقائد میں بہترین کتاب پایا اللہ تعالی موصوف کو اجر عظیم عطا فرمائے اور اسے عوام الناس کے لئے نافع بنائے وہابی دیگر معاملات میں تو دین سے دور ہیں ہی لیکن انکا بڑا المیہ یہ ہے کہ نا اہل تقلید کا بھی انکار کرتے ہیں اس حوالہ سے ایک بات عرض کرتا ہوں کہ اللہ تعالی نے قرآن میں فرمایا کہ

واعتصموا بحبل الله جمیعا و لا تفرقوا (آل عمران 103)

اس آیت کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالی کے ارشاد کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ طحطاوی نے درمختار کے حاشیہ میں فرمایا کہ **التمسك بما بينها الفقهاء من العلوم** یعنی اللہ کی رسی وہ چیز ہے جسے علماء وفقہاء قرآن وسنت کی روشنی میں بیان فرمائیں یعنی (فقہ) اور اس فقہ کو ماننا یہ اللہ کی رسی کو تھامنا ہے اور اسے چھوڑنا یہ فرقہ واریت میں پڑنا ہے گویا کہ فرقہ یہ خود ہیں جو کہ اہل سنت و جماعت سے علیحدہ ہوئے ہیں ایسے لوگوں کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا **علیکم بالسواد الاعظم من شذ شذ فی النار** (مشکوٰۃ المصابیح) تم پر لازم ہے کہ مسلمانوں کے بڑے گروہ کے ساتھ رہو جو ان سے جدا ہوا اسے علیحدہ کر کے جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور سب سے

عجیب بات غیر مقلدین کی یہ ہے کہ ان کے خود ساختہ مذہب کی کوئی بنیاد نہیں اگر یہ دعوی کریں کہ ہماری بنیاد قرآن وسنت ہے تو انہیں کہا جائے کہ قرآن وسنت کی تعریف بغیر آئمہ کر کے دکھاؤ تو فبہت الذی کفر کی تصویر بن جاتے ہیں اسی لئے میں نے بڑے غور وخوض کے بعد مذہب اہل حدیث چھوڑ کر مسلک اہل سنت قبول کیا ہے جو کہ دراصل راہ جنت ہے اور یہی صراط مستقیم ہے مزید تفصیل کے لئے میری کتاب میں سنی کیوں اور کیسے ہوا) کا مطالعہ فرمائیں اللہ تعالی موصوف کو بہتر اجر عطا فرمائے اور اہل سنت کی مزید خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ڈاکٹر محمد سلیمان قادری مدرس جامعہ نعیمیہ لاہور

☆☆☆☆☆

تقریظ

استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی محمد صداقت علی نعیمی صاحب

صدر مدرس جامعہ فخر العلوم مرتضائیہ نقشبندیہ لاہور

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم .امابعد.

عزیزم مولانا محمد اسلم باروی نعیمی کی کتاب ﴿وہابیت اپنے ہی جال میں﴾ کا میں نے چند مقامات سے مطالعہ کیا ہے جو اپنے موضوع پر ایک بہترین کتاب ہے جس میں آج کل اہل سنت و جماعت کے بارے میں عوام الناس کے ذہن میں ایک بات ڈالی جاتی ہے کہ امت میں جتنا اختلاف ہے صرف تقلید آئمہ کی وجہ سے ہے اگر آج بھی آئمہ کی تقلید کو ترک کر دیا جائے تو امت کا اختلاف ختم ہوسکتا ہے اور دیگر تقلید کے پردہ میں لایعنی اعتراضات کیے جاتے ہیں موصوف نے اس کتاب میں اس بات کو واضح کیا ہے کہ اگر اختلاف امۃ کا باعث تقلید آئمہ ہے تو پھر غیر مقلدین جو کہ تقلید کے منکر ہیں ان میں اختلاف کیوں ہے حالانکہ دیکھا جائے تو غیر مقلدین میں کہیں زیادہ اختلاف موجود ہے یہ کتاب ذوق مطالعہ رکھنے والوں کے لئے انتہائی دلچسپ ہے۔اللہ تعالی موصوف کو اجر عظیم عطا فرمائے۔آمین

محمد صداقت علی اعوان

☆☆☆☆☆

حضرت علامہ مولانا احمد حسن خان مدنی کے تاثرات

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم. اما بعد

بحمدہ تعالیٰ عزیزم حافظ محمد اسلم باروی نعیمی کی تصنیف کردہ کتاب مستطاب

(''وہابیت اپنے ہی جال میں'')

مختلف مقامات سے نظر گزار ہوئی موصوف طول عمرہ نے بہت زیادہ محنت کے ساتھ اس کو تیار کیا ہے جس میں اہل سنت و جماعت کے عقائد ونظریات کو غیروں کی کتابوں سے واضح کیا ہے حقیقت ہے کہ یہ کتاب ایک ایسا انمول خزانہ ہے جس سے متلاشی حق کا دل روشنی اطمینان اور سکون پاتا ہے اور روح کو تازگی ملتی ہے دورِ حاضر میں جبکہ اسلامی عقائد ونظریات کو بگاڑنے کے لیے اور عوام الناس کو گمراہ کرنے کے لیے بے دین قسم کے عناصر گمراہ کن کتابیں شائع کر رہے ہیں تو ضرورت اس امر کی ہے کہ ایسی کتب تصنیف کی جائیں جن میں عقائد ونظریات کو نکھارا جائے عزیزم نے اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے کتاب کو ایک نئے انداز میں پیش کیا ہے اس کتاب میں ہر بات اور دعویٰ کو وہابیہ کی کتب سے بمعہ عربی عبارت اور ترجمہ پیش کیا ہے جس سے علماء، طلباء اور عام فہم سب لوگ یکساں مستفید ہو سکتے ہیں۔ میں اس کتاب کے تمام قارئین کو یہ بات ضرور عرض کروں گا کہ اس کتاب کو پڑھ کر الماری کی زینت نہ بنائیں بلکہ پڑھنے کے بعد آگے دوسروں کو دیں اور مختلف اجتماعات وتقریبات میں اس کتاب کو خرید کر لوگوں بطور تحفہ دیں۔ میری دعا ہے اللہ تعالیٰ عزیزم کو اس محنت کا بہترین صلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

خادم العلم والعلماء احقر العباد احمد حسن مدنی مدرس دار العلوم ضیاء القرآن وخطیب جامع مسجد صدیقیہ ریتڑی ضلع بھکر۔ 16-06-2013 بروز سوموار شریف

اظہارِ تشکر

جن احباب نے اس کتاب میں میری کسی طرح بھی معاونت فرمائی اُن تمام کا تہہ دل سے مشکور ہوں خصوصاً حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عمران حنفی، حضرت علامہ مولانا مفتی محمد ہاشم، حضرت علامہ مولانا مفتی عارف حسین، حضرت علامہ مولانا مفتی اکرم اور ممنون ہوں مولانا فضل قادر اور مولانا عبدالرزاق، مولانا عبدالرحمٰن سندھی، قاری ممتاز حسین باروی، مولانا شوکت اللہ چشتی، حضرت علامہ مولانا مفتی خالد محمود باروی، محترم محمد شہباز صاحب جنہوں نے نہایت محنت اور عرق ریزی کر کے مخلصانہ طور پر اس کتاب کی تکمیل میں اہم کردار ادا کیا اللہ تعالیٰ تمام احباب کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

انتساب

اپنی اس کاوش کو اپنے پیرومرشد پیر طریقت رہبر شریعت خواجہ خواجگان حضرت قبلہ فقیر محمد الباروی صاحب اور اپنے والدین کے نام کرتا ہوں جنکی نگاہ اور کوشش سے بندہ کچھ لکھنے پڑھنے کے قابل ہوا اللہ تعالیٰ سے دعا ہے اللہ تعالیٰ ان ذوات کا سایہ بندہ کے سر پر تادیر قائم و دائم فرمائے۔ آمین

طالب دعا: محمد اسلم باروی نعیمی

تقدیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم. امابعد

جب سے غیر مقلدین اہلحدیث وجود میں آئے ہیں ان لوگوں نے امت مسلمہ کو ایک مسئلہ میں بڑی شدومد سے تشویش میں ڈالا ہے کہ اگر یہ فقہی مذاہب (حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی) نہ ہوتے تو امت کبھی بھی تقسیم نہ ہوتی اور امت کی تقسیم کا باعث فقہ اسلامی اور تقلید کو بتایا جاتا ہے اور بڑے بلند بانگ دعوے کیے جاتے ہیں کہ اگر لوگ تقلید کو چھوڑ دیں تو امت مین اتحاد پیدا ہوسکتا ہے حالانکہ یہ ان کی پرانی عادت ہے جھوٹ بولنا اور عوام کو مسائل غلط ملط کر کے بتانا ورنہ طفل مکتب بھی اس بات سے واقف ہے کہ مسائل کی دو قسمیں ہیں۔

اصولی مسائل: جن کا تعلق عقائد سے ہوتا ہے جیسے توحید ورسالت بعث بعد الموت ایمان بالقدر خیر وشر وغیرہ اس قسم کے مسائل میں اختلاف بے شک مذموم اور بے دینی ہے۔

فروعی مسائل: جن کا تعلق عقائد سے نہیں ہوتا بلکہ اجتہاد سے ہوتا ہے ان میں اختلاف رحمت ہے جس کو غیر مقلدین بھی تسلیم کرتے ہیں چنانچہ مولوی ثناء اللہ نے فتاویٰ ثنائیہ میں لکھا کہ: اجتہادی مسائل میں علماء کے فتاویٰ مختلف ہو جاتے ہیں یہ اختلاف کبھی تو حدیثوں کے مطالب مختلف ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے یعنی ایک عالم

ایک حدیث کو اپنے فتویٰ کی بنیاد قرار دیتا ہے اور دوسرا عالم دوسری حدیث کو اختیار کرتا ہے اس قسم کا اختلاف صحابہ کرام کے زمانہ سے موجود تھا اور اس کو مسلمانوں کے لیے رحمت بتایا گیا تھا مسلمان اس کو رحمت سمجھتے تھے۔(فتاویٰ ثنائیہ ج1ص248) یہ عبارت بطور مثال پیش کی ورنہ ایسی درجنوں عبارات کتب فتاویٰ میں موجود ہیں مگر نہ جانے غیر مقلدین کو کیا سوجھی کہ انہوں نے اس رحمت خداوندی کو عوام کے سامنے زحمت بنانے کی مذموم کوشش کی۔اس کتاب کے دو یاب ہیں۔پہلا باب چند عقائد کے بیان میں اور دوسرا باب چند فروعی مسائل کے بیان میں۔جس کے لکھنے کا مقصد نہ تو کسی کی دل آزاری کرنا ہے اور نہ ہی کسی پر تنقید کرنا ہے بلکہ مقصد صرف یہ ہے کہ جو لوگ دوسروں کو متحد کرنے کی دن رات کوشش کرتے ہیں اور مدعیان عمل باالقرآن وحدیث کہلاتے ہیں ان میں اتنا شدید اختلاف کیوں ہے۔افسوس ناک بات یہ ہے کہ جو دوسروں کو فروعی مسائل میں اختلاف سے روکتے ہیں ان کے اندر فروعی مسائل کے ساتھ ساتھ اصولی مسائل میں بھی شدید اختلاف پایا جاتا ہے جو اس کتاب کے قارئین پر واضح ہو جائے گا۔نوٹ: اس کتاب میں موقفات اھل سنت کے علاوہ صرف غیر مقلدین کی کتب سے عبارات پیش کی گئی ہیں۔اور چند چیزیں اور کتب اہل سنت و جماعت سے ہوں گی۔

احقر العباد: محمد اسلم باروی

☆☆☆☆☆

سوئے من نظر کن

نام ونسب: محمد اسلم بن اللہ دتہ

تاریخ وجائے پیدائش: یکم مئی 1989ء کو تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خان چک نمبر 153/p میں بروز سوموار بوقت صبح صادق ایک نہایت ہی سادہ لوح انسان جناب صوفی اللہ دتہ بن یار محمد کے گھر پیدا ہوئے۔

تعلیم: بچپن ہی میں تحصیل وضلع بھکر چکنمبر 34/TDA منتقل ہوئے جہاں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔پرائمری کے بعد چونکہ بچپن ہی سے دینی تعلیم کا بہت شوق تھا جس کو عملی جامہ پہنانے کے لئے پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ مولانا نور سلطان القادری رحمہ اللہ کے مشہور مدرسہ جامعہ انوار باہو میں حفظ قرآن کی خاطر 2001ء میں داخلہ لیا پھر ایک سال بعد پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امیر عبداللہ خان صاحب کے چشمہ فیض دار العلوم ضیاء القرآن میں حفظ قرآن مکمل کیا۔

2006ء میں درس نظامی کے لئے کراچی کشمیر کالونی کورنگی روڈ جامعہ معارف القرآن گئے وہاں آب وہوا موافق نہ آنے کی وجہ سے پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ مولانا مفتی محمد یونس نعیمی رحمہ اللہ کے نامور مدرسہ جامعہ فخر العلوم مرتضائیہ نقشبندیہ لاہور میں داخلہ لیا جہاں 4 سال مکمل کرنے کے بعد پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالغفور نقشبندی رحمہ اللہ کی عظیم معیاری دینی درس گاہ

جامعہ فاروقیہ رضویہ لاہور میں موقوف علیہ تک تعلیم حاصل کرنے بعد دورہ حدیث شریف کیلئے مفتی اعظم پاکستان استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی محمد حسین نعیمی اشرفی رحمہ اللہ کے مشہور زمانہ عظیم دار العلوم جامعہ نعیمیہ علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور میں داخلہ لیا جہاں دورہ حدیث شریف کرنے بعد 2013ء میں سند فراغت حاصل کی۔

غیر مقلدین سے بات کرنے کا طریقہ

غیر مقلدین چونکہ چند چیزیں اور لانسلم کو رٹا لگا کر اپنے آپ کو مجتہد ظاہر کرتے ہیں اس لیے ان سے بات کرنے کا طریقہ عرض کرتا ہوں جو طالبعلم بھائیوں کے لیے فائدہ سے خالی نہ ہوگا (انشاء اللہ)

1۔ جب بھی غیر مقلد سے کسی مسئلہ پر بات ہو تو اس کے متعلق اس کا موقف اور شرعی حکم پوچھیں۔ مثلاً اگر کوئی غیر مقلد وسیلہ پر بات کرے تو اس سے پوچھیں کہ آپ اس مسئلہ کے متعلق کیا کہتے ہیں اور جو اس مسئلہ میں آپ کا مخالف ہے اس پر کیا شرعی حکم لگتا ہے۔

2۔ اگر موقف اور حکم شرعی واضح کرے تو جس مسئلہ پر گفتگو شروع کریں تو اس موضوع سے ہٹنے نہ دیں چاہے وہ جتنا بھی زور لگائے۔ تاوقتیکہ کوئی نتیجہ نکل آئے۔

3۔ آپ اس سے یہ کہیں ہمیں تمہاری توحید پر شک ہے تم قرآن وحدیث سے توحید کی تعریف جامع و مانع بتاؤ۔ کیونکہ آپ لوگوں کا دعویٰ ہے کہ ہم صرف قرآن وحدیث مانتے ہیں جو کہ صرف دعویٰ ہے۔ (انشاء اللہ قرآن وحدیث سے جامع و مانع تعریف قیامت تک نہیں بتا سکتے) اگر سورۃ اخلاص کو توحید کی تعریف بتائیں تو یہ تعریف دخول غیر سے مانع نہیں کیونکہ قرآن اور بیت اللہ بھی

اس تعریف میں شامل ہیں اگر یہ کہیں کہ ہم نے اجتہاد کیا ہے تو یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ اصول عقائد میں اجتہاد درست نہیں۔ اور اگر بفرض محال مان بھی لیں تو پھر پوچھیں کہ کیا اجتہاد قرآن وحدیث ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو پھر فقہ حنفی قرآن وحدیث ہے جو امام اعظمؒ کا اجتہاد ہے۔ اگر نہیں تو پھر آپ کا عقیدہ قرآن و حدیث سے ثابت نہ ہوا بلکہ اجتہاد سے ثابت ہوا اور تمہارا دعوی باطل ہو گیا کہ ہم صرف قرآن وحدیث مانتے ہیں۔

4۔ یہ سوال کریں کہ ھذا حدیث صحیح اور ھذا حدیث ضعیف کس قرآن کی آیت یا حدیث صحیح کے الفاظ ہیں اگر بتائیں تو حوالہ بمع سند طلب کریں اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر پوچھیں کہ جو حدیث جناب کے مزاج کے خلاف ہو اس کو ضعیف کہتے ہوئے شرم محسوس نہیں ہوتی ؟؟؟ (کیونکہ حدیث کی اقسام محدثین نے قرون ثلاثہ کے بعد وضع کیں جو غیر مقلدین کے نزدیک بدعت ہے)

5۔ درس نظامی کا کورس اور بخاری شریف کا لکھنا پڑھنا پڑھانا قرون ثلاثہ میں مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے کس مدرسہ میں پڑھایا جاتا تھا اگر ہاں تو حوالہ بمع سند طلب کریں اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر بدعت ہوا۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ جس کورس کو آٹھ یا نو سال رٹا لگا کر مولوی کہلاتے ہو اسکو بدعت کہتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ بصورت دیگر بدعت کو رٹا لگانے کی وجہ سے مولوی صاحب کے جہنمی ہونے میں کیا شک رہ جاتا ہے۔

تعارف اہلحدیث بزبان اہلحدیث

غیر مقلدین عوام کو دھوکہ دینے کے لیے کہتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے زمانہ سے ہیں ان کا تعارف انہی کے زبانی سماعت فرمائیں مولوی عبد المجید خادم صاحب نے سیرت ثنائی میں نذیر حسین بٹالوی صاحب کی تعریف کرتے ہوئے لکھا: اشاعۃ

السنۃ کے ذریعے اہلحدیث کی بہت خدمت کی لفظ وہابی آپ ہی کی کوشش سے سرکاری دفاتر اور کاغذات سے منسوخ ہوا اور جماعت کو اہلحدیث کے نام سے موسوم کیا گیا۔

(سیرت ثنائی ص452، متوفی 1920)

دوسری گواہی: مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب فتاویٰ ثنائیہ میں یوں رقم طراز ہیں۔

آگے چل کر شاہ ولی اللہ کا سلسلہ دو شاخوں میں منقسم ہوا ایک شاخ حضرت میاں صاحب مولانا سید نذیر حسین مرحوم کی بنی اور دوسری مولانا احمد علی صاحب سہارن پوری کی۔ مولانا سید نذیر حسین صاحب کے شاگردوں کی شاخ تو اہلحدیث کہلائے اور مولانا احمد علی کی شاخ میں مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی و مولانا محمد قاسم نانوتوی بانیان مدرسہ دیوبند ہوئے۔ دونوں شاخوں کا مخرج ایک ہی تھا یعنی چشمہ شاہ ولی اللہ صاحب۔ اسی لیے سوائے مسئلہ تقلید کے تردید رسوم شرکیہ میں دونوں شاخیں ایک دوسرے کے موافق اور موئید ہیں۔ الخ (فتاویٰ ثنائیہ ج1 ص412)

تبصرہ: ناظرین کرام یہ ہے وہ حقیقت جس کو ان کے بزرگوں نے بھی تسلیم کیا کہ اہلحدیث نذیر حسین بٹالوی کی کوشش سے بنے شاہ ولی اللہ کی اولاد کی ایک شاخ ہیں اور اب اس بات کا بہتر جواب اہلحدیث ہی دے سکتے ہیں کہ 1920 میں کتنے صحابہ زندہ تھے جس کی وجہ سے یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ ہم صحابہ کے دور سے ہیں۔ یہ سوچنے کی بات ہے اسے بار بار سوچ

تعارف اہلسنت بزبان اہلحدیث

قارئین کرام! فضیلت وہی ہے جس کے مخالفین بھی قائل ہوں۔ ذیل میں ہم غیر مقلدین کے جید علماء کی تصریحات سے ثابت کریں گے کہ اہلسنت و جماعت ہی آپ ﷺ کے دور میں تھی اور قیامت میں انہی کے چہرے سفید ہوں گے اور یہی

فرقہ ناجیہ ہے۔ غیر مقلدین کے شیخ الاسلام ابن تیمیہ لکھتے ہیں؛

پہلی گواهی: اما بعد فهذا اعتقاد الفرقة الناجية المنصورة الى قيام الساعة اهل السنة والجماعة. (العقیدۃ الواسطیہ ص16)

ترجمہ: حمد وصلوۃ کے بعد یہ اعتقاد کہ نجات پانے والا گروہ اور قیامت تک جس کی مدد کی جائے گی وہ اہلسنت و جماعت ہے۔ نیز حاشیہ میں اہلسنت و جماعت کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

دوسری گواهی (اهلسنة والجماعة) والمراد بالسّنة الطريقة التى كان عليه رسول الله ﷺ واصحابه قبل ظهور البدع والمقالات و(الجماعت)فى الاصل القوم المجتمعون والمراد بهم هنا سلف هذه الامة من الصحابة والتابعين الذين اجتمعوا على الحق الصريح من كتاب الله و سنت رسوله ﷺ (العقیدۃ الواسطیہ ص17)

ترجمہ: اور مراد سنت سے وہ طریقہ ہے جس پر رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب تھے بدعات اور مقالات کے ظاہر ہونے سے پہلے۔ اور جماعت اصل میں ایسی قوم ہے جو جمع رہے اور اس جگہ اس امت کے سلف ہیں صحابہ اور تابعین میں سے جو جمع رہے صریح حق کے راستہ پر کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ سے۔

تیسری گواهی: شیخ الاسلام ابن تیمیہ سورۃ آل عمران کی آیت نمبر 106 کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: قال ابن عباس ؓ تبيض وجوه اهل السنة و الجماعة و تسود وجوه اهل البدعة والفرقة. (فتاویٰ ابن تیمیہ ج13 ص129)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس نے فرمایا کہ: (قیامت) میں اہلسنت و جماعت کے چہرے سفید ہوں گے اور اہل بدعت اور فرقہ والوں کے چہرے سیاہ ہوں گے۔

چوتھی گواهی: وحید الزمان حیدر آبادی صاحب لکھتے ہیں: اما الاحناف والشوافع

والمالكية والحنابلة فهم مسلمون داخلون فی زمرة اهل السنة والجماعةاذا اعتقدواان اتباع النبی ﷺ مقدم علی اتباع مجتهدولم یطعنوافی اصحاب الحدیث ولم یسبو هم واذابلغهم حدیث النبی ﷺ وضعوه علی الراس والعین وترکوا قول المجتهداذاخالفه

ترجمہ: بہر حال احناف، شوافع، مالکیہ، حنابلہ وہ مسلمان ہیں اہل سنت والجماعت کے زمرہ میں داخل ہیں جب ان کا اعتقاد ہو کہ بیشک نبی ﷺ کی اتباع مقدم ہے مجتہد کی اتباع پر اور وہ اصحاب حدیث کے بارے میں طعن نہ کریں اور نہ ہی ان کو گالی دیں اور جب ان کو نبی ﷺ کی حدیث پہنچے تو اس کو اپنے سر اور آنکھوں پر رکھیں اور مجتہد کے قول کو چھوڑ دیں جب وہ حدیث کے مخالف ہو۔ (نزل الابرار ص9) وحید الزمان صاحب کی اس عبارت سے غیر مقلدین کا یہ اعتراض بھی رفع ہو گیا کہ جب اسلام ایک ہے تو چار مذاہب حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی کی کیا ضرورت ہے وحید الزمان نے یہ وضاحت کر دی کہ یہ چاروں مذاہب اہل سنت و جماعت ہیں۔

پانچویں گواہی: مولوی صادق سیالکوٹی لکھتے ہیں: ان الناس کانو افی حیاة النبی ﷺ اهل السنة (سبیل الرسول اص68)

ترجمہ: آپ ﷺ کی، مبارک حیات میں لوگ (سارے صحابہ) اہلسنت تھے

تبصرہ: پیارے قارئین دیکھا آپ نے کہ دور رسالت مآب ﷺ میں کوئی اور جماعت نہ تھی اگر تھی تو صرف اہلسنت و جماعت اور کتنا پیارا لفظ ہے اہل سنت و جماعت جو ہمارے پیارے آقا ﷺ کے پیارے دور میں بولا جاتا تھا افسوس آج کوئی جماعت اپنا نام اہل حدیث رکھ کر فخر محسوس کرتی ہے تو کوئی کسی اور نام پر اے الہی اس بھولی بھٹکی انسانیت کو سمجھ عطا فرما کہ یہ تیرے بند پھر اسی نام پر جمع ہو جائیں

جو صحابہ کی جماعت کا نام تھا یعنی اهل السنّت والجماعت۔ آمین۔

تبصرہ: تسلیم کیا کہ اہلحدیث نذیر حسین دہلوی کی کوشش سے بنے شاہ ولی اللہ کی اولاد کی ایک شاخ ہے۔ اب اس بات کا بہتر جواب اہلحدیث ہی دے سکتے ہیں کہ 1920 عیسوی یا1320 ھجری میں کتنے صحابہ زندہ تھے جس کی وجہ سے یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ ہم صحابہ کے دور سے ہیں۔

یہ سوچنے کی بات ہے اسے بار بار سوچ



پہلا باب عقائد کے بیان میں

نوٹ: چونکہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کی ابتدا آپ ﷺ کے نور سے کی اس لیے میں اس کتاب کو نور محمدی ﷺ کے عنوان سے شروع کرتا ہوں تا کہ اللہ تعالیٰ اس نور مصطفےٰ ﷺ کی برکت سے کتاب ھذا کو مفید خاص و عام بنائے۔ آمین، نیز اس کتاب کو آسان اور عام فہم لکھا گیا ہے تا کہ عام قاری کو سمجھ آ سکے اور اس میں چند کتب کے حوالہ جات اس لئے بار بار کوڈ کئے کہ غیر مقلدین کی یہ مختصر سی کتابیں خریدنے سے حقیقت حال واضح ہو جائے ورنہ غیر مقلدین کی بے شمار کتب میں یہ تضاد موجود ہے۔

نور محمدی ﷺ

اہلسنت و جماعت کا اس مسئلہ میں موقف:

ہمارا عقیدہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ بشر ضرور ہیں لیکن افضل البشر اور سید الخلق ہیں امام الانبیاء اور مقتداء رسل ہیں اور مخلوق کی طرف اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا نور ہیں (عقائد و نظریات ص 261)

اس مسئلہ میں غیر مقلدین کے دو گروہ ہیں:

اول منکرین: سید نذیر حسین دہلوی لکھتے ہیں:

پہلی گواہی: حضرت محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے بنایا ایسا عقیدہ رکھنا جیسا کہ نور نامہ والے نے لکھا نہایت برا اور سخت گندا مخالف کتاب اللہ و حدیث رسول ﷺ کہ ہے۔ (فتاوی نذیریہ ج 1 ص 3)

دوسری گواہی: صادق سیالکوٹی صاحب نے کتاب لکھی سبیل الرسول ﷺ جس پر تصحیح و تنقیح ڈاکٹر محمد لقمان سلفی کی ہے جس میں اس عقیدہ کو صریح کفر کہہ دیا گیا: اللہ نے

اپنے نور میں سے نور جدا کر کے محمد ﷺ کو بنایا نور من نور اللہ نبی کریم ﷺ (معاذ اللہ) اللہ کے نور سے جدا شدہ ہیں۔ (حاشیہ میں ہے) یہ صریح کفر ہے۔

(سبیل الرسول ﷺ ص 57)

تبصرہ: اس جگہ کیسے کھلے دل سے فتوی لگایا گیا جس میں آپ ﷺ کی ذات سے بغض و عناد بالکل واضح ہے مگر وہابیت کے علم کا بھانڈا ابھی چوراہے میں پھوٹ گیا کہ ان بے چاروں کو لفظ من کا صرف ایک ہی معنی آتا ہے یعنی تبعیضیہ اگر یہی کلیہ اپنایا جائے جو غیر مقلدین کا وطیرہ ہے تو پھر (فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ سٰجدین) ترجمہ: تو جب میں اسے ٹھیک کرلوں اور اس میں اپنی طرف کی خاص معزز روح پھونک دوں تو اس کے لئے سجدے میں گر پڑنا) من کا کیا معنی ہوگا اب ہم اپنے مہربانوں سے سوال کرتے ہیں کہ من روحی میں من کونسا ہے اور اگر اس جگہ من کا مطلب روح کا ٹکڑا اور جز نہیں تو پھر نور من نور اللہ میں کیوں ہے اگر یہاں شرک نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر وہاں کیوں ہے دل بر جواب دے میرے جانی جواب دے ماھوا جوابکم فھو جوابنا پر اصل بات کچھ اور ہے کہ

ان عقل کے اندھوں کو الٹا نظر آتا ہے — مجنوں نظر آتی ہے لیلیٰ نظر آتا ہے

دوئم قائلین:

اب اسی مسئلہ کو ہم غیر مقلدین کی عدالت میں پیش کرتے ہیں وحید الزمان حیدر آبادی نے لکھا۔

پہلی گواہی: بدا اللہ سبحانہ الخلق بالنور المحمدی ﷺ

(ھدیۃ المھدی ص 56)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی ابتدا نور محمدی ﷺ سے فرمائی۔

اعتراض: جب ہم وحیدالزمان حیدرآبادی صاحب کا حوالہ کسی مسئلہ میں دیتے ہیں تو پرانی عادت کے مطابق وہابی مولوی فورا اپنے حواریوں کے ہاں سرخروئی حاصل کرنے کے لیے یہ فرماتے ہیں کہ جب وحیدالزمان صاحب نے یہ کتاب لکھی تھی اس وقت وہ حنبلی مذہب کے مقلد تھے۔

جواب: آئیں اب ہم اس جھوٹ کا جائزہ لیتے ہیں کہ کیا جب وحیدالزمان نے یہ کتاب لکھی تھی واقعتاً وہ مقلد تھے یہ بھی ایک سفید جھوٹ ہے کیونکہ اگر ان نام نہاد دین کے ٹھیکے داروں نے اس کتاب (ھدیۃ المھدی) کا مقدمہ پڑھا ہوتا تو یہ بات کبھی نا کہتے۔ مقدمے میں صاف لکھا ہے کہ

ثم رایت انه بحمدالله شاع العمل بالحدیث و سعی الناس الیه سیما اهل الهند سعیا حیث قد کشفت عن وجوه الدین ظلمات المبتدعین المقلدین و نورت الارض بانوار الهدیة والیقین تزید عدد العاملین بالحدیث یوما فیوما و تجلب علی المقلدین نقصا ولوما حتیٰ انه ما بقیت قریة صغیرة ولا کبیرة الا وقد جمعت من اهل الحدیث طائفة کثیرة او یسیرة ولا تزال ارض التقلیدنقص اطرفها وتنکس اعلامها غیر ان بعض اخواننامن اهل الحدیث قد غلا فی الدین ولم یمیز المشرکین من المومنین).الخ (ھدیۃ المھدی ص3)

ترجمہ: پھر میں نے دیکھا اللہ کے کرم سے عمل بالحدیث عام ہونے لگا اور ہندوستان کے لوگوں نے اس بارے میں بھرپور کوششیں کیں جب دین کے چہرے سے بدعت اور تقلید کے اندھیرے دور ہوگئے اور زمین ہدایت کے نور سے جگمگا اٹھی اور حدیث پر عمل کرنے والوں کا یقین دن بدن زیادہ ہوتا گیا اور مقلدین کی کمزوری اور شرمندگی بڑھتی گئی یہاں تک کہ کوئی چھوٹی بڑی بستی نہ تھی جس میں اہل حدیث کا گروہ جمع نہ ہوا

ہو اور تقلید کی زمین کے اطراف تنگ ہونے لگے اور اسکی علامات ختم ہونے لگیں مگر (افسوس) کہ ہمارے چند اہلحدیث بھائیوں نے دین میں غلو (زیادتی) کیا مشرکین ومومنین کو ایک صف میں کھڑا کردیا:

محترم سامعین: اس عبارت کو ایک بار پھر پڑھیں اور بتائیں جو آدمی تقلید کو اندھیرا اور عمل بالحدیث کو انوار اور تقلید پر زمین کو تنگ بتائے اور اہل حدیث کے ھندوستان میں جمع ہونے کو مقلدین کی شرمندگی کا باعث بتائے اس کو مقلد کہتے ہوئے اہل حدیث کو بھی شرمندگی ہونی چاہئے مگر

نا خوف خدا نا شرم نبی ﷺ   یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

نیز یہ بھی ایک حقیقت ہے جس کو غیر مقلد نے خود تسلیم کیا کہ ہمارے چند اہل حدیث بھائیوں نے دین میں غلو کیا مشرکین ومومنین کو ایک صف میں کھڑا کردیا اب ہم یہی کہ سکتے ہیں

دامن کو لئے ہاتھ میں کہتا تھا یہ قاتل   کب تک اسے دھویا کروں لالی نہیں جاتی

مولوی ثناءاللہ غیر مقلد اپنی شہرہ آفاق تفسیر ثنائی میں سورہ مائدہ کی آیت نمبر 15 کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں

دوسری گواہی: تمہارے پاس اللہ کا نور محمد ا اور روشن کتاب قرآن شریف آئی۔

(تفسیر ثنائی ج1 ص368)

تیسری گواہی: قد جاء کم من الله نور الایه کے تحت قاضی شوکانی نامور مفسر و محدث فرماتے ہیں قال زجاج النور محمد ﷺ (فتح القدیر ج1 ص376)

ترجمہ: زجاج نے فرمایا: کہ نور سے مراد محمد ﷺ ہیں۔

تبصرہ: جی ناظرین اب پوچھئے ان منکرین سے ان کے فتویٰ کے تحت وحیدالزمان، مولوی ثناءاللہ اور قاضی شوکانی مسلمان ہیں یا نہیں؟

اعتراض: غیر مقلدین کو جب کوئی اور جواب نہ آئے تو فرماتے ہیں کہ آگے یھدی بہ ہے (وہ اس کے ساتھ ہدایت دیتا ہے) یعنی اس جگہ نور اور کتاب دونوں سے مراد قرآن ہے ورنہ بہ میں ضمیر واحد کی نہ ہوتی بلکہ تثنیہ (دو) کی ہوتی جب ضمیر واحد کی ہے تو معلوم ہوا کہ دونوں سے مراد قرآن ہے نہ کہ آپ ﷺ کی ذات۔

جواب: اول تو یہ گزارش ہے کہ جب آپ کے مشہور بزرگ شوکانی صاحب نے نور سے مراد آپ ﷺ کی ذات اور کتاب سے مراد قرآن مجید لی ہے تو اس اعتراض کا کوئی جواز نہیں بنتا اگر پھر بھی اپنی پرانی عادت ضد بازی اور میں نا مانوں نہیں چھوڑنی تو ہم دست بستہ یہ مسئلہ شوکانی صاحب کی عدالت میں پیش کر کے جواب طلب کرتے ہیں چنانچہ شوکانی صاحب نے یھدی بہ کی تفسیر یوں فرمائی۔

والضمیر فی قوله(یهدی به)راجع الی الکتاب او الیه والنور لکونهما کاالشئی الواحد.

اور فرمان باری تعالیٰ یہدی بہ میں ضمیر لوٹتی ہے کتاب کی طرف یا آپ ﷺ کی طرف اور نور کی طرف اس لیے ہے کہ (کتاب اور نور یعنی آپ ﷺ) ایک چیز کی طرح ہیں۔

اعتراض: یہ بات واضح ہو جانے کے بعد چاہیے تو یہ تھا کہ نام نہاد اتحادی مولوی اپنے خود ساختہ مسلک کو چھوڑ کر سچی توبہ کرتے اور اہلسنت و جماعت میں شامل ہو کر جنت کے حقدار ہوتے مگر جب لاجواب ہو جائیں تو بڑے پولے منہ اور دھیمی آواز سے اپنے حواریوں سے ہمکلام ہوتے ہیں جناب شوکانی صاحب انسان ہیں ان سے غلطی ہوئی۔

جواب: ماشاء اللہ بڑی بات ہے کہ جناب کے منہ سے سیدھی بات نکل ہی گئی ہم تو عرصہ طویل سے یہ کہہ رہے ہیں کہ جن کے بڑے غلط ہوں چھوٹوں کا عالم کیا ہوگا۔

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعاں کا

ندا بالغیب

اہلسنت کا موقف:

حضور ﷺ کو دور یا نزدیک سے پکارنا جائز ہے ان کی ظاہری زندگی پاک میں بھی اور بعد وفات شریف بھی خواہ ایک ہی شخص عرض کرے یارسول اللہ ﷺ یا ایک جماعت مل کر نعرہ رسالت لگائے یارسول اللہ ﷺ ہر طرح جائز ہے۔

(جاء الحق ص448)

(نیز) اولیاء اللہ اور انبیاء کرام سے مدد مانگنا جائز ہے جبکہ اس کا عقیدہ یہ ہو کہ حقیقی امداد تو اللہ تعالیٰ ہی کی ہے یہ حضرات اس کے مظہر ہیں اور مسلمان کا یہی عقیدہ ہوتا ہے کہ کوئی جاہل بھی کسی نبی یا ولی کو خدا نہیں سمجھتا۔ (جاء الحق ص464)

اس مسئلہ میں غیر مقلدین کے دو گروہ ہیں:

اول منکرین:

غیر مقلدین کے کچھ علماء نے اس عقیدہ کو شرک قرار دیا، مولوی ثناء اللہ نے صاف کہہ دیا۔

پہلی گواہی: نماز کی ہر رکعت میں ایاك نستعین پڑھتے ہیں یا علی مدد کے برخلاف ہے لہذا شرک ہے۔ (فتاوی ثنائیہ ج1 ص337)

مولوی نذیر حسین بھی ثناء اللہ سے پیچھے نہ رہے یوں گل کھلاتے ہیں۔

دوسری گواہی: سوائے خدا کے اور کسی کہ خواہ نبی ہو یا ولی مشکل کے وقت پکارنا اور ان سے مدد یں چاہنا اور ان سے امید نفع اور ضرر کی رکھنا شرک ہے۔ (فتاوی نذیریہ ج1 ص 119) وہابیت کے بانی نجد کے شہزادے (عبدالوہاب نجدی) کی بھی سنتے جائیں جو پچھلوں سے بھی آگے نکل گیا۔

تیسری گواہی: غیر اللہ کو پکارنا اور اس سے فریاد کرنا شرک اکبر ہے۔ (کتاب التوحید ص68)

دوئم قائلین:

اب ہم دیکھتے ہیں کہ ان فتاوی جات کی بہتی گنگا میں کس کس کو ایمان سے ہاتھ دھونے پڑتے ہیں وحید الزمان حیدر آبادی اپنوں کے فتاوی جات کی ذد میں ہیں کیونکہ وہ اس کو جائز قرار دیتے ہیں۔ ملاحظہ ہو

پہلی گواہی: ما تقوله العامة يا رسول الله (ﷺ) او يا على او يا غوث فبمجرد النداء لا نحكم بشر كهم كيف و قد نادى رسول الله (ﷺ) قتلى بدر يا فلان بن فلان يا فلان بن فلان (هدية المهدی ص24)

ترجمہ: جو عام لوگ یارسول اللہ ﷺ یا علی یا یا غوث صرف ندا کے طور پر کہتے ہیں ہم ان پر شرک کا حکم نہیں لگا سکتے کیسے لگائے جبکہ رسول ﷺ نے خود بدر کے مقتولین (کفار) کو پکار افرمایا یا فلاں بن فلاں یا فلاں بن فلاں یا فلاں بن فلاں

دوسری گواہی: نواب صدیق صاحب لکھتے ہیں: وقال السيد فى بعض تواليفه قبلئه دين مددى كعبه ايمان مددى ابن قيم مددى قاضى شوكان مددى. (هدیۃ المهدی ص23)

ترجمہ: (ہمارے) سردار نے اپنی ایک کتاب میں کہا تھا اے دین کے قبلہ میری مدد کریں اے ایمان کے کعبہ میری مدد کریں اے ابن قیم میری مدد کریں اے قاضی شوکانی میری مدد کریں۔

تیسری گواہی: وہابیوں کے شیخ الاسلام ابن تیمیہ لکھتے ہیں: و كان عبدالله بن عمر اذا دخل المسجد يقول: السلام عليك يا رسول الله ﷺ السلام عليك يا ابا بكر السلام عليك يا ابتاه. (مجموع الفتاوی ج14 ص145)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمرؓ جب مسجد (نبوی) میں داخل ہوتے تو فرماتے اے اللہ کے رسول ﷺ آپ پر سلام ہو اے ابوبکر آپ پر سلام ہو اے میرے باپ آپ پر سلام ہو۔

تبصرہ: ناظرین کرام پہلی تین عبارات میں اس عقیدہ کو شرک کہا گیا پھر بعد والی تین عبارات میں اس عقیدہ کو جائز قرار دیا گیا اور اگر کوئی سادہ لوح انسان یارسول اللہ ﷺ پکارے تو مولوی فورا شرک کا تحفہ دیتے ہیں مگر غیر مقلدین نے اپنے بزرگوں سے مدد طلب کی تو شرک نہ ہوا یہ کیسی گلابی توحید ہے اور کیسے گلابی توحیدی ہیں پھر ظلم کی انتہاء یہ کہ ابن تیمیہ نے یارسول اللہ کہنا حضرت عبداللہ بن عمر کا عمل بتایا ہے کہ وہ مسجد نبوی ﷺ میں جا کر یارسول اللہ کہتے تھے اب پوچھئے ان خشک ملاؤں سے کیا حضرت عبداللہ بن عمر مسجد نبوی میں شرک کرتے تھے (نعوذ باللہ من ذالک) نیز اتنے جلیل القدر صحابی پر فتوی لگا کر نہ جانے غیر مقلدین نے کونسی دین کی خدمت کی ہے اور اس فتوی سے اپنے ایمان کی کشتی ڈبو دی اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابی کا عقیدہ اور ہے اور وہابی کا اور۔

لطیفہ: ایک غیر مقلد سے اس روایت کے متعلق کسی کے توسط سے میری بات ہوئی میں نے جواب طلب کیا تو مولوی نے کہا کہ ابن عمر دعا میں یارسول اللہ کہتے تھے جو کہ جائز ہے میں نے کہا سبحان اللہ غیر مقلدین کی اصلیت واضح ہوگئی کہ ویسے تو شرک گناہ ہے مگر دعا میں جائز ہے۔

علم غیب

اہلسنت و جماعت کا موقف:

اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اور حبیب ﷺ کو

ما کان وما یکون کا علم تدریجا عطا فرمایا جب قرآن پاک مکمل طور پر نازل ہو گیا تو نبی اکرم ﷺ کو مخلوق کی ابتدا سے لے کر جنتیوں اور دوزخیوں کے اپنے اپنے ٹھکانوں میں جانے تک جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہو گا سب کا علم بعطائے الٰہی حاصل ہو گیا۔ (عقائد ونظریات ص249)

اس مسئلہ میں غیر مقلدین کے دو گروہ ہیں:

اول منکرین:

غیر مقلدین کے مشہور مولوی اسماعیل دہلوی اس مسئلہ کے متعلق لکھتے ہیں۔

پہلی گواہی: اور جو شخص کسی نبی ولی کو یا جن وفرشتے کو، امام وامام زادہ کو، پیر وشہید کو، نجومی یا رمال کو، جفار یا فال دیکھنے والے کو، برہمن رشی کو یا بھوت وپری کو ایسا جانے اور اسکے حق میں یہ عقیدہ رکھے وہ مشرک ہو جاتا ہے (تقویت الایمان ص 41) بڑے میاں تو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ پروفیسر نور محمد کے مصنوعی توحید سے لبریز الفاظ یہ ہیں۔

دوسری گواہی: ہر جگہ حاضر ناظر ہونا اور علم غیب جیسی صفات حسنے جو صرف اسی قادر مطلق کے احاطہ قدرت میں ہیں بزرگان دین کے حوالے کردی گئیں جس سے دین اسلام کے بنیادی اعتقادات وتصورات کے بدلنے سے کفر وشرک کے دروازے کھل گئے۔

(غیب دان حاضر ناظر کون ص6)

بڑے میاں کسی سے پیچھے نہ رہے۔ مولوی ثناء اللہ نے اس بابت لکھا۔

تیسری گواہی: غیب سوائے اللہ وحدہ لاشریک کے کسی کو معلوم نہیں اگر کوئی شخص کسی ولی یا نبی کی نسبت یہ اعتقاد رکھے تو وہ مشرک اور کافر ہو جاتا ہے (فتاوی ثنائیہ ج1 ص339)

دوئم قائلین:

قاضی شوکانی بے چارے مارے گئے۔ وہ لکھتے ہیں۔

پہلی گواہی: (وما هو) اے محمد ﷺ (علی الغیب) یعنی خبر السماء وما اطلع علیه مما کان غائبا علمه عن اهل مکته (فتح القدیر ج2 ص1631)

ترجمہ: اور وہ یعنی محمد ﷺ غیب پر یعنی آسمان کی خبریں جن پر ان کو اطلاع دی گئی ان میں سے جو غیب ہیں اہل مکہ سے انہوں (ﷺ) نے بتادی۔

وحید الزمان حیدر آبادی ایک بار پھر فتاویٰ جات کی بارش میں نہاتے ہوئے۔

دوسری گواہی: اما الغیب الا ضافی فیجوزان یعلمه غیر الله من المائکه و للمقربین و غیر هم ممن لیس عنده بغیب نعم لا یعلمه من هو غیب عنده الا با علام الله تعالیٰ (هدیت المهدی ص106)

ترجمہ: بہرحال غیب اضافی تو جائز ہے کہ جانے اسے غیر اللہ ملائکہ، مقربین سے اور ان کے علاوہ اور ان میں سے نہیں ہے کسی کے پاس غیب یعنی نہیں جانتا ان میں سے کوئی غیب مگر اللہ کے بتانے سے۔

وحید الزمان کو سیدھی بات کہنے کی ایک بار پھر سزا۔

تیسری گواہی: (وحید الزمان حیدر آبادی سورۃ جن آیت نمبر 27 کے تحت فرماتے ہیں) اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا غیب کا علم کسی نبی کو بھی نہ تھا اگر تھا تو صرف اتنا جتنا خود اللہ تعالیٰ نے اسے بتایا (ترجمۃ القرآن ص685)

تبصرہ: پہلی تین عبارات کا بھی مطالعہ کریں اور دوسری تین کا بھی۔ کیا خوب قصر وہابیت میں فائرنگ کفر وشرک کا واقعہ رونما ہوا جس سے مولوی اسمعیل دہلوی، پروفیسر نور محمد اور مولوی ثناء اللہ تو موقع پر جاں بحق ہوئے جبکہ قاضی شوکانی اور وحید

الزمان زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے نجدیت کے ہسپتال میں دم توڑ گئے (ان اللہ وانا الیہ راجعون)۔اسی لیے تو ہم کہتے ہیں کہ۔

یوں نظر دوڑے نہ برچھا تان کر   اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

عقیدہ حاضر و ناظر

قارئین کرام ویسے تو غیر مقلدین کی یہ صفت لا ینفك کہ ہمیشہ جھوٹ بولنا اور اہلسنت کے موقف کو غلط بتا کر لوگوں کو گمراہ کرنا لیکن اس مسئلہ میں یہ حضرات کچھ زیادہ ہی شور کرتے ہیں۔اس لیے پہلے اہلسنت کے موقف کو غور سے پڑھیئے اور پھر دلائل دیکھیئے۔

اہلسنت و جماعت کا موقف:

حضور نبی اکرم ﷺ کے لیے حاضر و ناظر کے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں ان کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ آپ ﷺ کی بشریت مطہرہ اور جسم خاص ہر جگہ ہر شخص کے سامنے موجود ہے۔بلکہ مقصد یہ ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے مقام رفیع پر فائز ہونے کے باوجود تمام کائنات کو ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح ملاحظہ فرماتے ہیں۔

حضور نبی اکرم ﷺ اپنی روحانیت اور بشریت کے اعتبار سے (اللہ کی اجازت سے) بیک وقت متعدد مقامات پر تشریف فرما ہو سکتے ہیں اور اولیاء کرام خواب اور بیداری میں آپ ﷺ کے جمال اقدس کا مشاہدہ کرتے ہیں اور حضور نبی اکرم ﷺ بھی انہیں رحمت و عنایت سے مسرور و محظوظ فرماتے ہیں گویا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا اللہ تعالیٰ کی حرم خاص میں موجود ہونا اور اپنے غلاموں کے سامنے جلوہ فگن ہونا سرکار کے حاضر ہونے کے معنی ہیں اور انہیں اپنی نظر مبارک سے دیکھنا

حضور انور علیہ الصلوۃ والسلام کے ناظر ہونے کا مفہوم ہے۔۔۔۔ یہ بھی پیش نظر رہے کہ یہ عقیدہ ظنیہ اور از قبیل فضائل ہے اس کے لیے دلائل قطعیہ کا ہونا ضروری نہیں بلکہ دلائل ظنیہ بھی مفید مقصد ہیں۔(عقائد و نظریات ص 311)

اس مسئلہ میں غیر مقلدین کے دو گروہ ہیں:

اول منکرین:

مولوی نذیر حسین کی سنیے

پہلی گواہی: افسوس! کہ مسلمان کہلاتے ہیں اور عقیدے ایسے رکھتے ہیں جو قرآن و حدیث کے صریح خلاف ہیں یاد رکھنا چاہیے کہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا اور ہر چیز کی ہر وقت خبر رکھنا خاص ذات وحدہ لاشریک لہ باری تعالیٰ کے واسطے ہے کسی دوسرے کے واسطے اس صفت کو لگانا یا سمجھنا کھلا ہوا شرک ہے اس سے بہت بچنا اور پرہیز کرنا چاہیے۔(فتاویٰ نذیریہ ج 1 ص 7)

مولوی ثناء اللہ نے لکھا۔

دوسری گواہی: مروجہ مولود سے قیام اگر الگ کر دیا جائے تو باقی جسد بلا روح (مردہ) رہ جائے گا اور اگر قیام کو شامل کیا جائے محض قیام کی نظر سے تو حسب فتویٰ مولانا مرحوم بے ثبوت ہونے سے مجموعہ مولود بدعت ہے۔اور اگر بہ نیت حاضر و ناظر کیا جائے تو چونکہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا خدا کی صفت ہے لہٰذا شرک ہے۔(فتاویٰ ثنائیہ ج 1 ص 127)

پروفیسر نور محمد بھی کسی سے پیچھے نہیں رہے لکھتے ہیں کہ

تیسری گواہی: کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ نا علمی بنا پر قرآنی آیات کا غلط مفہوم بتا کر انبیاء والمرسلین علیہم السلام و دیگر صالحین کو ہر جگہ حاضر و ناظر اور عالم الغیب جان کر اور خدائے بزرگ و برتر کا شریک ٹھہرا کر اسلام کے بنیادی عقائد کو تہس نہس کر دیا گیا ہے۔معاذ اللہ (غیب دان حاضر ناظر کون ص 54)

تبصرہ: سامعین ذی وقار آپ حضرات نے سواد اعظم اہلسنت و جماعت کا موقف اس مسئلہ میں ملاحظہ کیا ایک بار پھر اس کا مطالعہ فرمائیں اور پھر ان کے جید علماء جو تین عبارات ہم نے نقل کی ہیں ان کو دیکھیں تو بات انشاء اللہ آپ حضرات پر حقیقت آشکارہ ہو جائے گی کہ ان دلائل کو اہلسنت و جماعت کے موقف سے ذرا بھر تعلق نہیں نہ جانے ان مولویوں نے امت کو خصوصا سواد اعظم اہلسنت و جماعت کو کافر اور مشرک بنانے کے شوق میں یہ بھی نا سوچا کہ ہم پہلے ذرا سی تکلیف کریں اور ان کی کتب سے ان کا موقف اس مسئلہ میں پڑھ لیں یا پوچھ لیں کیونکہ اس طرح اندھا دھند شرک کی فائرنگ کرنے سے دو باتیں لازم آتی ہیں

اولا: تو یہ کہ اہلسنت کی نیت پر فتویٰ لگانے کی وجہ سے علم غیب کا دعویٰ کرتے ہیں اور غیر اللہ کا علم غیب تسلیم کر کے اپنے فتویٰ کے تحت کافر اور مشرک ہوتے ہیں۔

ثانیا: کتب کا مطالعہ نا کر کے اپنی جہالت کا ثبوت فراہم کرتے ہیں اس سے بھی افسوس ناک بات یہ ہے کہ چلو ہماری کتب کا مطالعہ کرنے کی تکلیف نہیں فرمائی تو اپنی ہی کتابوں کو ایک نظر دیکھ لیتے کیونکہ اس کفر و شرک کی اندھی دھند فائرنگ کی زد میں ان کے سینکڑوں نام نہاد توحید پرست توحید سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ ملاحظہ ہو

دوئم قائلین:

پہلی گواہی: سیرت ثنائی، جو کہ شیخ الاسلام امرتسری کی سوانح حیات ہے اس میں عبد المجید خادم نے خالد اختر افغانی کی ایک نظم لکھی جو کہ ثناء اللہ کی شان میں ہے اس کا پہلا شعر یہ ہے۔

اے محدث اے مناظر اے صحابہ کے مثیل
تیری ہستی تھی حدیث پاک کا عکس جمیل
السلام اے ابن بدروں و فلاطوں کے عدیل
نور بھر دے قبر میں تیری خداوند جلیل

(سیرت ثنائی ص 504)

جی جناب ان اشعار کو غور سے پڑھیں پہلے مصرعے میں ثناء اللہ کو تین مرتبہ لفظ ☆اے☆ کے ساتھ پکارا گیا جس کا عربی میں ترجمہ ☆یا☆ بنتا ہے۔ دیکھا جناب توحید کے ٹھیکے داروں کا حال دوسروں کو نصیحت اور خود میاں فصیحت کے مصداق مولویوں نے کیا اس کتاب کا مطالعہ نہیں فرمایا؟ اور اگر مطالعہ فرما کے اپنے عقیدہ کے مطابق اپنے ایمان کی خیر منائیں یا پھر کم از کم سواد اعظم اہلسنت و جماعت پر فتویٰ بازی نہ فرمائیں۔

دوسری گواہی: اسی کتاب میں آگے چل کر لکھا ہے جو کہ محمد داؤد راز کا کلام ہے۔

تجھ کو پا کے مضطرب ہوتے نا تھے ہم ہو کے کم
محفل ملت جمی ہے دیکھ سب شیدا تیرے

(سیرت ثنائی ص 499)

جی ناظرین اس شعر کو پڑھیں اور دیکھیں کہ شاعر نے مولوی ثناء اللہ کو محفل ملت دیکھنے کی کیسے دعوت پیش کی کہ جناب ہم محفل سجا کے بیٹھے ہیں آپ اس کا مشاہدہ فرمائیں۔ احباب ذی وقار اگر یہ عقیدہ کوئی سنی آپ ﷺ کے لیے مانے تو وہ مشرک ہو جائے مگر اہلحدیث لوگ اپنے مولوی کو اس عقیدے سے پکاریں تو شرک نا ہو یہ عجب توحید ہے اور یہ عجب توحیدی ہیں

تیسری گواہی: یعنی کبھی کبھی حاضر کے لفظ سے غائب کو تعبیر کیا جاتا ہے جیسے کہتے ہیں جھگڑا کیا اس شخص نے اگر چہ وہ شخص غائب ہی کیوں نا ہو مگر غائب کو حاضر سے تعبیر کرنا صحیح ہے۔ (غیب دان حاضر ناظر کون ص 57)

جناب عالی! پروفیسر (ر) نور محمد چوہدری صاحب نے اس کتاب میں اہلسنت کا غلط موقف بتا کر خوب کفر و شرک کے فتاویٰ جات کی بارش برسا کر اپنے اور اپنے حواریوں کے قلوب کو تسکین پہنچائی لیکن اس عبارت کو دیکھیں وہ کہہ رہے ہیں کہ غیب

کو حاضر سے اگر تعبیر کر لیا جائے تو پھر غیب کو حاضر سمجھنا صحیح ہے۔ کیوں جناب پروفیسر صاحب اب تو شرک نہیں ہوا کے آپ نے اپنی ساری تحریر کے خلاف آخر میں لکھ دیا اوروں کو کافر و مشرک بنانے کے شوق میں حضرت خود بھی رگڑے گئے۔

حیات الانبیاء فی القبور

اہلسنت و جماعت کا موقف:

ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام بالخصوص حضور رحمۃ العالمین ﷺ حیات حقیقی و جسمانی کے ساتھ زندہ ہیں اپنی نورانی قبروں میں اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا رزق کھاتے ہیں نمازیں پڑھتے ہیں گوناگوں لذتیں حاصل کرتے ہیں سنتے ہیں دیکھتے ہیں جانتے ہیں کلام فرماتے ہیں اور سلام کرنے والوں کو جواب دیتے ہیں چلتے پھرتے اور آتے جاتے ہیں جس طرح چاہتے ہیں تصرفات فرماتے ہیں اپنی امتوں کے اعمال کا مشاہدہ فرماتے ہیں اور مستفیضین (فیض حاصل کرنے والے) کو فیوض و برکات پہنچاتے ہیں اس عالم دنیا میں بھی ان کے ظہور کا مشاہدہ ہوتا ہے آنکھوں والوں نے ان کے جمال جہاں آراء کی بارہا زیارت کی ہے اور ان کے انوار سے مستنیر (منور) ہوئے (مقالات کاظمی ج2 ص9)

اس مسئلہ میں غیر مقلدین کے دو گروہ ہیں:

اول منکرین:

مولوی اسمٰعیل دہلوی نے آپ ﷺ کی جانب جھوٹ کی نسبت کرتے ہوئے لکھا کہ:

پہلی گواہی: یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں (نعوذ باللہ)

(تقویۃ الایمان ص101)

ملت وہابیہ کو کھلا چیلنج: ناظرین کرام اس مقام پر مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اپنا

گندا عقیدہ ثابت کرنے کے لیے اس عبارت کو لوگوں کے سامنے حدیث بنا کر پیش کیا الفاظ کو غور سے پڑھیئے کہ؛ یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں (نعوذ باللہ)۔۔ جو کہ سفید جھوٹ ہے اگر کوئی وہابی قیامت کی صبح تک مجھے ایسی ایک صحیح حدیث دکھا دے جس کے یہ الفاظ ہوں ان شاء اللہ منہ مانگا انعام دوں گا اور اگر نہیں دکھا سکے تو پھر ابھی توبہ کر کے اہلسنت و جماعت میں شامل ہو جاؤ۔ اور اگر یہ بھی نہیں کر سکتے تو پھر من کذب علی متعمدا فالیتبوء مقعدہ من النار۔ ترجمہ: جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنا لے۔ کے تحت مولوی اسمٰعیل کے جہنمی ہونے میں کوئی شک رہ جاتا ہے؟؟

مولوی ثناء کی بات ایک بار پھر سنیئے:

دوسری گواہی: ایک روایت میں ایسا آیا ہے نبی اللہ حی مگر اس حیات کی حقیقت ہم نہیں جانتے اور یہ دنیاوی حیات نہیں (فتاوی ثنائیہ ج1 ص184)

گرو سے چیلا آگے۔ مولوی شرف الدین نے تو حد کر دی۔

تیسری گواہی: آنحضرت ﷺ کے لیے صاف ارشاد فرمایا ہے (انک میت) (افان مات او قتل) حضرت صدیق اکبر نے خطبہ میں ہزارہا صحابہ کی موجودگی میں فرمایا تھا من کان یعبد محمدا فان محمدا قد مات اور اس پر سب صحابہ نے سکوت فرمایا ابوداؤد میں ہے آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ما من احد یسلم علی الا رد اللہ علی روحی حتی ارد علیہ اگر آنحضرت ﷺ قبر میں زندہ ہوتے تو رد روح چہ معنی دارد (فتاوی ثنائیہ ج1 ص105)

تبصرہ: جی ناظرین مولویوں نے حیات انبیاء کا کیسا صاف انکار کیا۔ اب انہی کے دوسرے گروہ کی سن لیں

دوئم قائلین:

غیر مقلدین کے شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے لکھا؛۔

پہلی گواہی: قال اکثر و ا من الصلاۃ علیّ یوم الجمعۃ و لیلۃ الجمعۃ فان صلاتکم معروضۃ علیّ فقالوا یا رسول اللہ و کیف تعرض صلاتنا علیك وقد ارمت یعنی صرت رمیما فقال ان اللہ تعالیٰ حرم علیٰ الارض ان تاکل لحوم الانبیاء (مجموع الفتاویٰ ج14ص160)

ترجمہ: آپ ﷺ نے فرمایا جمعہ کے دن اور جمعرات کو مجھ پر زیادہ درود پڑھا کرو بے شک تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے صحابہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیسے پیش ہوگا آپ ﷺ پر ہمارا درود جبکہ آپ ﷺ بوسیدہ ہو چکے ہوں گے یعنی آپ ﷺ کا جسم مبارک بوسیدہ ہو جائے گا آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام فرمایا ہے کہ وہ انبیاء کے گوشت کو کھائے۔

شیخ الاسلام کے شاگرد ابن قیم الجوزی بولے کہ۔

دوسری گواہی: نیز ایک اور روایت جس کے الفاظ و بعد وفاتك اور لحوم کی جگہ لفظ اجساد ہے باقی مفہوم تقریبا یہی ہے۔ (جلاء الافہام ص57)

نواب بھوپال کی بات بھی سن لیں۔ صدیق حسن خان نے لکھا کہ۔

تیسری گواہی: کتاب تکریم المومنین میں نواب صدیق حسن خان صاحب نے ایک روایت نقل کی جس کا خلاصہ یہ ہے ک حضرت صدیق اکبرؓ نے وصیت فرمائی کے جب میں فوت ہو جاؤں تو میرا جنازہ آپ ﷺ کے روزہ کے دروازہ پر لے جانا اور دستک دینا۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ ہم جنازہ لے گئے دروازہ کھٹکھٹایا تو دروازہ کھل گیا اور آواز آئی ادخلوا ادفنوہ کرامۃ یاضموا الحبیب الیٰ الحبیب (تو

روضہ اقدس سے آواز آئی کہ اس کو داخل کر دو دفن کر دو احترام کے ساتھ یا دوست کو دوست سے ملا دو) (تکریم المومنین ص37)

تبصرہ: ناظرین یہ ہیں لوگوں کو قرآن وحدیث کا کہہ کر اتحاد کا درس دینے والے۔ اوپر جتنے مسائل آپ نے پڑھے ہیں کہیں سے لگتا ہے کہ یہ ایک مسلک کی عبارات ہیں؟؟ جی ہاں! یہ ایک ہی مسلک کے مولوی ہیں اور ایک ہی مسلک کی عبارات ہیں مگر یہ قرآن وحدیث کے خلاف ایک سازش ہے کہ لوگوں کو یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ نعوذباللہ من ذالك قران وحدیث میں تضاد ہے۔ کیونکہ غیر مقلدین کا دعوی یہ ہے کہ ہم صرف قرآن وحدیث مانتے ہیں

مشکل کشاء حاجت روا

اہلسنت و جماعت کا موقف:

اولیاء اللہ اور انبیاء کرام سے مدد مانگنا جائز ہے جبکہ اس کا عقیدہ یہ ہو کہ حقیقی امداد تو اللہ تعالیٰ ہی کی ہے یہ حضرات اس کے مظہر ہیں اور مسلمان کا یہی عقیدہ ہوتا ہے کوئی جاہل بھی کسی نبی یا ولی کو خدا نہیں سمجھتا۔ (جاء الحق ص464)

اس مسئلہ میں غیر مقلدین کے دوگروہ ہیں:

اول منکرین:

مولوی عبدالستار مصنوعی توحید کے نشے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

پہلی گواہی: اگر کوئی امام کفریہ عقائد رکھتا ہے مثلا رسول اللہ ﷺ غیب کلی جانتے ہیں اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں نیز اولیاء اللہ حاجت روا اور مشکل کشا ہیں تو اختیاری حالات میں ایسے امام کے پیچھے نماز درست نہیں ہے۔ (فتاویٰ اصحاب الحدیث ج2 ص126)

امام وہابیت سید نذیر حسین دہلوی کی سن لیں

دوسری گواہی: سوائے خدا کے اور کسی کو خواہ نبی ہو یا ولی مشکل کے وقت پکارنا اور ان سے مددیں چاہنا اور ان سے امید نفع وضرر کی رکھنا شرک ہے۔ (فتاویٰ نذیریہ ج1 ص119)

توحید کے ٹھیکے دار مولوی اسماعیل دہلوی کا فلسفہ بھی پڑھ لیں۔

تیسری گواہی: جو بعض لوگ اگلے بزرگوں کو دور دور سے پکارتے ہیں اور اتنا ہی کہتے ہیں یا حضرت تم اللہ کی جناب میں دعا کرو کہ وہ اپنی قدرت سے ہماری حاجت پوری کر دے اور پھر یوں سمجھتے ہیں کہ ہم نے کوئی شرک نہیں کیا اس واسطے کے ان سے حاجت نہیں مانگی بلکہ دعا کروائی ہے۔ الخ (تقویۃ الایمان ص45)

دوئم قائلین:

وحید الزمان حیدر آبادی نے کیا خوب کہا کہ۔

پہلی گواہی: ورد فی حدیث عثمان بن حنیف یا محمد انی اتوجه بك الی ربی صححه البیهقي والجزري وقال الترمذي حديث حسن صحيح (ہدیۃ المھدی ص24)

ترجمہ: حضرت عثمان بن حنیفؓ کی حدیث میں وارد ہے یا محمد ﷺ میں آپ کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں امام بیہقی اور جزری نے اس حدیث کی تصحیح فرمائی ہے اور امام ترمذی نے فرمایا (کہ یہ) حدیث حسن صحیح ہے۔

تبصرہ: احباب گرامی قدر پہلے مولویوں کے فتاویٰ جات کے تحت وحید الزمان حیدر آبادی اسلام سے ہاتھ دھو بیٹھا اور وحید الزمان کے فتویٰ سے پہلے مولویوں کا ایمان جاتا رہا۔ اب بتائیے کہ غیر مقلدین کا ان کو اپنے اکابرین ماننا اور پھر ان کو رحمۃ علیہ لکھنا کیا اپنے ایمان سے کھیلنے کے مترادف نہیں ہے؟؟

توسل باالصالحین

اہلسنت وجماعت کا موقف:

لغت میں کسی شے کو مقصد کے حاصل کرنے کا ذریعہ بنانا توسل کہلاتا ہے شرعی طور پر ایسی چیز کو دعا کی قبولیت کا ذریعہ بنانا توسل ہے جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قدرومنزلت رکھتی ہے بارگاہ الٰہی میں اعمال صالحہ اور ذوات صالحہ دونوں ہی مقبول اور محبوب ہیں لہٰذا دونوں کو وسیلہ بنایا جاسکتا ہے۔ (عقائد ونظریات ص137)

اس مسئلہ میں غیر مقلدین کے دو گروہ ہیں:

اول منکرین:

غیر مقلدین کے شیخ الاسلام ابن تیمیہ لکھتے ہیں۔

پہلی گواہی: پس یہی وہ شفاعت ہے جو مشرکین فرشتوں نبیوں اور صالح و مقدس لوگوں کے لیے ثابت کرتے تھے حتیٰ کہ ان برگزیدہ ہستیوں کی تماثیل بناتے اور کہتے کہ ہماری ان بتوں سے شفاعت کی درخواست درحقیقت ان مقدس ہستیوں ہی سے شفاعت کی درخواست ہے اسی طرح وہ ان ہستیوں کی قبروں پر جاتے اور کہتے ہم ان کی موت کے بعد ان سے شفاعت کی درخواست کرتے ہیں تاکہ وہ ہمارے حق میں اللہ کی بارگاہ میں سفارش کریں اسی طرح مشرکین نے ان ہستیوں کے بت تراش لیے اور ان کی پرستش کرنے لگے اسی شفاعت کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے باطل قرار دیا ہے مشرکین کی مذمت کی ہے اور ان کو ان مشرکانہ عقیدہ کی وجہ سے کافر ٹھہرایا ہے۔ (کتاب الوسیلہ ص38)

مولوی اسماعیل دہلوی کا فرمانا بھی آپ کے گوش گزار۔

دوسری گواہی: جو بعض لوگ اگلے بزرگوں کو دور دور سے پکارتے ہیں اور اتنا ہی کہتے ہیں یا حضرت تم اللہ کی جناب میں دعا کرو کہ وہ اپنی قدرت سے ہماری حاجت پوری کر دے اور پھر یوں سمجھتے ہیں کہ ہم نے کوئی شرک نہیں کیا اس واسطے کے ان سے حاجت نہیں مانگی بلکہ دعا کروائی ہے۔ الخ (تقویۃ الایمان ص 45)

دوئم قائلین:

وحید الزمان حیدر آبادی صاحب نے سچ بولنے کی کیا خوب سزا پائی۔

پہلی گواہی: قال فی مقام اخر لا باس باالتوسل بنبی من الانبیااوولی من الاولیاء او عالم من العلماء والذيجا ء الى القبرزائرا او دعا الله وحده وتوسل بذالك ا لميت كان يقول اللهم انى اسالك ان تشفينى من كذاواتوسل اليك بهذا العبد الصالح فهذا لا تردد فى جوازه انتهى مختصرا وقال شيخ شيوخنا مولانا اسحاق فى مائة مسائل يجوز الدعاء من الله با ن يقول ياالله اقض حاجتى بحرمة فلان

(ھدیۃ المھدی، 49)

ترجمہ: اور فرمایا ایک اور مقام پر کوئی حرج نہیں ہے وسیلہ سے کسی نبی کے ساتھ انبیا میں سے یا ولی کے ساتھ اولیاء میں سے یا عالم کے ساتھ علماء میں سے جو شخص جائے قبر کی طرف زیارت کرنے یا اللہ سے اکیلے دعا کی اور وسیلہ پیش کیا اس میت کا یوں کہا اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ فلاں کی سفارش کو میرے حق میں قبول فرمایا کہے کہ میں وسیلہ پیش کرتا ہوں تجھے اس نیک بندے کا تو اس کے جواز میں کوئی تردد نہیں ہے آخر تک مختصرا اور کہا ہمارے شیوخ میں سے شیخ مولانا اسحاق نے (کتاب) مائۃ

مسائل میں جائز ہے دعا اللہ تعالی سے بایں طور کہ اے اللہ میری حاجت کو فلاں کے وسیلے سے پورا فرما۔

دوسری گواہی: نواب سید صدیق حسن خان بھوپالی صاحب تکریم المومنین میں حضرت علیؓ کی والدہ کی تدفین کا واقعہ ذکر کرتے ہیں جس کی تلخیص یہ ہے کہ حضرت علیؓ کی والدہ فوت ہوئی ان کی قبر کھودی گئی آپ ﷺ اس میں لیٹ گئے اور یہ دعا کی

اللهم اغفرلامى فاطمه بنت اسد و لقنها حجتها و و سع عليها مد خلها بحق نبيك محمد و الانبياء الذين من قبلى فانك ارحم الراحمين (تکریم المومنین ص99)

ترجمہ: اے اللہ میری ماں فاطمہ بنت اسد کی بخشش فرما اور تلقین کی اور فرمایا اس کی قبر کو وسیع فرما اپنے نبی محمد ﷺ کے وسیلے سے اور جو انبیاء مجھ سے پہلے گزر گئے ان کے وسیلے سے بے شک تو سب سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔

تیسری گواہی: وحید الزمان حیدر آبادی نے ایک واقعہ ذکر کیا جس کی تلخیص یہ ہے کہ چار سو چونسٹھ (464) ہجری میں سمرقند میں قحط پڑ گیا لوگوں نے بہت دعائے کی مگر بارش نہ ہوئی آخر ایک نیک شخص آئے قاضی سمرقند کے پاس آئے کہا میں تم کو نیک صلاح دیتا ہوں کہ امام بخاری کی قبر پر جاؤ وہاں جا کر اللہ سے دعا کرو یہ سن کر قاضی نے کہا بہت خوب۔ قاضی صاحب لوگوں کے ساتھ امام بخاری کی قبر پر گئے لوگ وہاں روئے اور صاحب قبر کے وسیلہ سے پانی مانگا اللہ نے اسی وقت شدت کا پانی برسانا شروع کیا یہاں تک کہ شدت بارش سے سات روز تک لوگ خرتنگ سے نکل نہ سکے (تیسیر الباری ترجمہ وتشریح صحیح بخاری ج 1 ص 64)

تبصرہ: ناظرین وہابی ایک دوسرے پر تو فتوے لگا رہے تھے جس کا ہمیں کوئی افسوس نہیں کیونکہ یہ ان کی عادت ہے ظلم کی انتہا یہ ہے کہ جو چیز آپ ﷺ سے ثابت تھی

جیسا کہ حضرت علی کی والدہ کا واقعہ نواب صاحب نے لکھا۔اب غیر مقلدین نے اپنی توپوں کا منہ مدینہ شریف کی طرف کر کے ایسی فائرنگ کی کہ ان کی خرافات سے بانی اسلام ﷺ بھی محفوظ نہ رہ سکے۔(نعوذ باالله من ذالك)

تصرفات وکراماتِ اولیاء

ذوق مطالعہ رکھنے والے لوگوں پر یہ چیز مخفی نہیں کہ وہابیت کو اولیاء اللہ سے اور قبر والوں سے جو فی سبیل اللہ دشمنی ہے اس کو الفاظ میں بیان کرنا آسان نہیں اور جس طرح وہ بتوں کی آیات چن چن کر اولیاء وانبیاء پر بڑی مہارت سے فٹ کرتے ہیں یہ انہی کا حصہ ہے اگر کسی آدمی کو شک ہو تو اُن کی حال ہی میں چھپی ایک چھوٹی سی کتاب ’’شرک کیا ہے؟‘‘ کا مطالعہ کر لیں تو انشاء اللہ حقیقت حال واضح ہو جائے گی مگر ان مہربانون کو شاید اپنی کتابوں کو ہاتھ لگانے سے کسی حکیم صاحب نے منع کر دیا ہے ورنہ اپنی کتب کا مطالعہ کرتے تو اس طرح احمقانہ طور پر اولیاء وانبیاء پر بتوں والی آیات چسپاں کر کے خارجیوں میں اپنا نام درج نہ کرواتے ذیل میں ہم غیر مقلدین کی صرف دو کتب سے کرامات اولیاء وتصرفاتِ اولیاء پیش کر کے غیر مقلدین سے سوال کرتے ہیں کہ جناب اگر یہی باتیں اہل سنت والجماعت کے اولیاء سے صادر ہوں تو اُن کو شرک کے تحفے دیے جاتے ہیں مگر جب اپنے بزرگوں سے یہ باتیں صادر ہوں تو پھر چپ کا روزہ کیوں رکھ لیا جاتا ہے۔

قبر کے وسیلہ سے بارش

پہلی گواہی: وحید الزمان حیدر آبادی امام بخاری کے حالات زندگی لکھتے ہوئے ایک واقعہ نقل فرماتے ہیں کہ:

جس کی تلخیص یہ ہے کہ چار سو چونسٹھ (464) ہجری میں سمرقند میں قحط پڑ گیا

لوگوں نے بہت دعائے کی مگر بارش نہ ہوئی آخر ایک نیک شخص آئے قاضی سمرقند کے پاس آئے کہا میں تم کو نیک صلاح دیتا ہوں کہ امام بخاری کی قبر پر جاؤ وہاں جا کر اللہ سے دعا کرو یہ سن کر قاضی نے کہا بہت خوب۔قاضی صاحب لوگوں کے ساتھ امام بخاری کی قبر پر گئے لوگ وہاں روئے اور صاحب قبر کے وسیلہ سے پانی مانگا اللہ نے اسی وقت شدت کا پانی برسانا شروع کیا یہاں تک کہ شدت بارش سے سات روز تک لوگ خرتنگ سے نکل نہ سکے (تیسیر الباری ترجمہ وتشریح صحیح بخاری ج1 ص64)

دوسری گواہی: مولوی عبد المجید خادم کرامات اہل حدیث میں مولوی قاضی محمد سلیمان منصور پوری کی کرامت نمبر ۷ کے تحت لکھتے ہیں کہ:

صوفی حبیب الرحمٰن صاحب کا بیان ہے کہ 1910ء میں جب حضرت ضیاء معصوم صاحب مرشد امیر حبیب اللہ خان شاہ کابل پٹیالہ تشریف لائے تو انہوں نے سرہند جانے کے لیے قاضی جی کو اپنے ساتھ لے لیا حضرت ضیاء معصوم جب روضہ حضرت مجدد الف ثانی پر مراقبہ کے لیے بیٹھے تو قاضی جی نے دل میں کہا کہ شاید ان بزرگوں نے آپس میں کوئی راز کی بات کہنی ہو ان سے الگ ہو جانا چاہیے ابھی آپ اپنے جی میں یہ خیال لے کر اٹھے ہی تھے کہ حضرت مجدد الف ثانی نے آپ کو ہاتھ سے پکڑ لیا اور فرمایا کہ سلیمان بیٹھے رہو ہم کوئی بات تجھ سے راز میں نہیں رکھنا چاہتے صوفی صاحب کا بیان ہے کہ قاضی صاحب نے بعض دوستوں سے ذکر کیا اور فرمایا یہ واقع مراقبہ یا مکاشفہ کا نہیں بلکہ بیداری کا ہے۔(کراماتِ اہل حدیث صفحہ نمبر ۱۹)

جی ناظرین ان دو واقعات سے درج ذیل امور ثابت ہوئے۔

۱۔ قبروں پر جانا برا نہیں بلکہ اچھے لوگوں کا کام ہے۔

۲۔ قبر والا کے وسیلہ سے جو چیز مانگی جائے اللہ عطا فرماتا ہے۔

۳۔ قبر کے لیے روضہ کا لفظ بولنا درست ہے۔

۴۔ قبر والے کو زائرین کے آنے کا علم ہو جاتا ہے۔

۵۔ قبر والا اپنی قبر میں زندہ ہوتا ہے۔

۶۔ قبر والا زائر کے دل کی کیفیت کو جان لیتا ہے۔

۷۔ قبر پر مراقبہ کرنا بُری بات نہیں بلکہ بزرگوں کا طریقہ ہے۔

۸۔ قبر والے مرنے کے بعد تصرف فرما سکتے ہیں۔

نوٹ: قارئین کرام اہل سنت بھی تو قبروں کے بارے میں یہی کچھ کہتے ہیں مگر اُن پر غیر مقلدین بے رحمی سے شرک کے فتووں کی بارش کر دیتے ہیں مگر جب اپنے بزرگوں کی بات آئے تو پھر کوئی جواب نہیں دیتے ہیں۔

تصرف ولی

غیر مقلدین اس بات پر بھی بڑا شور مچاتے ہیں کوئی مشکل کشا نہیں کوئی حاجت روا نہیں کسی سے اپنی مشکل کا حل مانگنا یہ شرک ہے وغیرہ وغیرہ۔ اب انہی کی زبانی سنیئے کہ ولی کو اللہ کتنی طاقت عطا فرماتا ہے ملاحظہ ہو:

عبدالمجید خادم نے مولوی غلام رسول صاحب کی کرامت نمبر ا کے تحت لکھا کہ:

ایک بار قلعہ میاں سنگھ میں ایک حجام آپ (مولوی غلام رسول) کی حجامت بنا رہا تھا کہ اس نے یہ شکایت کی کہ حضور میرا بیٹا کئی سال سے باہر گیا ہوا ہے جس کا ہمیں کچھ پتہ نہیں کہ کہاں ہے زندہ ہے یا مر گیا ہے۔ بس ایک ہی بیٹا تھا اس کے فکر میں ہم تو مرے جا رہے ہیں آپ تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا میاں وہ تو گھر بیٹھا ہے اور روٹی کھا رہا ہے جاؤ بے شک جا کر دیکھ لو حجام گھر گیا تو سچ مچ بیٹا آیا ہوا تھا اور کھانا کھا رہا تھا بیٹے سے ماجرہ پوچھا تو اس نے کہا ابھی ابھی میں سکھر سندھ میں تھا معلوم نہیں مجھے کیا ہوا اور کیوں کر طرفة العین میں یہاں پہنچ گیا۔ (کراماتِ اہل حدیث صفحہ نمبر ۱۲)

ناظرین اس حکایت سے درج ذیل اُمور ثابت ہوئے۔

ا۔ اگر کوئی تکلیف ہو غیر اللہ سے مدد مانگی جا سکتی ہے۔

۲۔ اللہ کے ولی ساری دنیا پر نظر رکھتے ہیں۔

۳۔ اگر چاہیں تو گھنٹوں کا یا دنوں کا کام ایک پلک میں کر لیتے ہیں۔

یہی عقیدہ اولیاء کے بارے میں اہل سنت و جماعت کا ہے مگر غیر مقلدین اُن پر فتووں سے جو نوازشات فرماتے ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔

ولی کو دل کی بات کا علم ہوتا ہے

یہی مولوی عبدالمجید خادم قاضی سلیمان صاحب کی کرامت نمبر ۱۴ کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ: پروفیسر عبدالرحمٰن صاحب بی۔ اے علیگ جو قاضی صاحب کے شاگرد رشید اور خاص عزیز رہے ہیں بیان فرماتے ہیں کہ بارہا ہمارے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا جب کسی مسئلہ کے متعلق شک وشبہ پیدا ہوتا اور ہم اعتراض کرنا چاہتے تو آپ (قاضی سلیمان) پہلے ہی سے اس کا جواب دے دیتے جس سے ہماری تسلی ہو جاتی چنانچہ اس ضمن میں پروفیسر صاحب نے کئی واقعات بھی بیان کیئے جو آپ کی سیرت میں درج ہوں گے۔ (کرامات اہل حدیث صفحہ نمبر ۲۲)

تبصرہ: جی جناب کیسے عبدالمجید صاحب نے دل کھول کے اپنے ولی کے علم کو بیان کیا کہ لوگ جا کر بیٹھتے تھے سوال کرنے کی تکلیف بھی گوارا نہ کرتے کہ قاضی صاحب دل کی بات جان بھی جاتے اور جواب عطا فرماتے (سبحان اللہ) اگر کوئی سادہ سنی یہی بات امام انبیاء ﷺ کے بارے میں کہے تو اس بے چارے پر دفعتاً شرک کا فتویٰ صادر ہو جاتا ہے مگر نہ جانے اِن توحید کے ٹھیکداروں نے اپنے مولویوں کے لیے ایسی باتیں لکھیں اور پھر بھی مسلمان رہے اب خدا ہی بہتر جانتا ہے اگر یہ مسلمان ہیں تو

پھر اہل سنت پر فتویٰ لگانا چھوڑ دیں اور اگر یہی عادت مبارکہ جاری رکھنی ہے تو پھر اپنے ایمان کی خیر منائیں۔

ولی کو ماں کے پیٹ کا بھی علم ہوتا ہے

مولوی مذکور قاضی سلیمان صاحب کی کرامت نمبر ۱۷ کے تحت یوں فرماتے ہیں ملاحظہ ہو:

جب آپ (قاضی سلیمان) حج کو جا رہے تھے تو فرمایا کہ عبدالعزیز کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا یعنی اپنا پوتا اس کا نام معز الدین حسن رکھنا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (کراماتِ اہل حدیث صفحہ نمبر ۲۳)

تبصرہ: جی قارئین کرام دیکھا ان لوگوں کا حال کہ جن کے خطبوں میں اور تحریروں میں یہی چیز ہوتی ہے کہ علوم خمسہ کا علم صرف اللہ کو ہے جن میں سے ایک ماں کے پیٹ کا علم ہے اور کوئی آدمی اس کو غیر اللہ کے لیے مانے تو وہ مشرک ہو جاتا ہے مگر یہ اپنے ولی کے لیے مانے تو نہ شرک ہوتا ہے اور نہ ہی توحید میں کوئی گڑبڑ ہوتی ہے مگر نہ جانے قاضی سلیمان صاحب کے پاس ایسی کون سی مشین تھی جس سے حضرت نے ماں کے حمل کو دیکھ کر پہلے ہی بتا دیا اور پھر جیسے بتایا ویسے ہو بھی گیا اور اگر مشین نہیں تھی تو پھر ظاہر ہے اُن کو اپنی ولایت سے پتہ چلا ہوگا اور ہمارا بھی یہی عقیدہ ہے کہ جب انسان اللہ کا قرب حاصل کر لیتا ہے تو اللہ کی ذات اس کی آنکھیں، ہاتھ، کان، پاؤں، ناک، زبان وغیرہ بن جاتی ہے جس سے وہ کام کرتا ہے اور یہی حقیقت ہے جس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جو عقیدہ اہل سنت و جماعت کو عطا فرمایا ہے وہ حق ہے نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ کچھ عرصہ پہلے تک چاہے ہمارے علماء ہوں یا غیر مقلدین کے اُن کا عقیدہ یہی تھا اللہ تعالیٰ موجودہ غیر مقلدین کو دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے۔

رؤیت باری تعالیٰ حالت بیداری اور خواب میں

اہلسنت و جماعت کا موقف:

جمہور علماء اسلام کا موقف یہ ہے کہ دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رؤیت ممکن ہے اور دنیا میں یہ رؤیت صرف سیدنا محمد ﷺ کے لیے (حالت بیداری میں) معراج کی شب واقع ہوئی اور آخرت میں تمام انبیاء علیہم السلام اور مومنین کے لیے یہ رؤیت واقع ہوگی میدان حشر میں بھی اور جنت میں بھی۔ (تبیان القرآن ج3 ص616)

غیر مقلدین حضرات کے اس مسئلہ میں بھی دو گروپ ہیں ایک کے نزدیک دنیا میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنا ناممکن ہے اور دوسرے کے نزدیک جائز ہے چنانچہ جن کے نزدیک جائز نہیں مولوی عبدالستار الحماد فرماتے ہیں کہ

اس مسئلہ میں غیر مقلدین کے دو گروہ ہیں:

اول منکرین: چنانچہ صاحب فتاویٰ اصحاب الحدیث لکھتے ہیں:

پہلی گواہی: بحالت بیداری اس عالم رنگ و بو میں اللہ تعالیٰ کو کوئی نہیں دیکھ سکتا حضرت موسیٰؑ نے ایک دفعہ اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کی خواہش کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ مجھے نہیں دیکھ سکتے الخ (فتاوی اصحاب الحدیث ج2 ص63)

دوئم قائلین: وہ علماء جو دنیا میں رؤیت باری تعالیٰ کو جائز کہتے ہیں مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں۔

دوسری گواہی: جو لوگ عشق الٰہی کے نور سے منور ہو گئے ہیں وہ تمام چیزوں سے روگرداں ہو چکے ہیں حتیٰ کے ان کو حسب و نسب کا بھی خیال نہیں کیا تم نے نہیں سنا کہ وہ کیا کہتے ہیں

بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامی
کہ دریں راہ فلاں بن فلاں چیزے نیست

ترجمہ: جامی عشق کا بندہ ہو جا نسب کو چھوڑ دے کہ عشق کی راہ میں فلا بن فلاں کوئی چیز نہیں ۔مولف) وہ تو اس قدر عشق الٰہی میں مست الست ہوتے ہیں کہ بجز ذات محبوب حقیقی کے کسی چیز پر ان کی نظر نہیں ٹکتی بلکہ اجسام مادیہ کو بھی وہ اس نظر سے دیکھتے ہیں۔

(تفسیر ثنائی ج2 ص954)

نوٹ: لفظ عشق کے متعلق وہابی حضرات بڑا شور مچاتے ہیں کہ عاشق رسول ﷺ کہلانا غلط ہے کیونکہ عشق بدنام زمانہ لفظ ہے چنانچہ اپنی تقریروں اور تحریروں میں کہتے ہیں کہ جب کوئی یہ لفظ اپنی ماں بہن کے لیے بولنا اچھا نہیں جانتا تو آپ ﷺ یا اللہ تعالیٰ کے لیے یہ لفظ اچھا کیسے ہوا لہٰذا لفظ عشق کی نسبت آپ ﷺ کی طرف اور اللہ تعالیٰ کی طرف کرنا گستاخی ہے۔

جواب: گزارش ہے کہ جناب کا مولوی ثناء اللہ کے بارے میں کیا خیال ہے؟ جو اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے لفظ عشق استعمال فرما رہے ہیں اور بزبان جامی ساری مخلوق کو عشق کا بندہ ہونے کی تلقین فرماتے ہیں۔ کیا یہ گستاخ ہیں یا شیخ الاسلام ؟ فیصلہ آپ خود فرمائے۔ اسی صفحہ پر تھوڑا آگے چل کر فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے نور یعنی عشق حقیقی کی طرف جسے چاہے رہنمائی کرتا ہے (تفسیر ثنائی ج2 ص954)

کیوں جناب ہوا طبیعت کو سکون اب تو شیخ الاسلام صاحب کے نزدیک اللہ بھی عشق کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

نہ صدمے تم ہمیں دیتے نہ یوں فریاد ہم کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوایاں ہوتیں

2۔ شارح بخاری مولانا وحید الزمان حیدر آبادی صاحب لکھتے ہیں۔

رویة الله تعالیٰ بالبصر فی الدنیا جائزة عقلاً (ہدیۃ المہدی ص51)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کو آنکھ سے دیکھنا دنیا میں عقلا جائز ہے۔

تبصرہ: حضرات دیکھا آپ نے لوگوں کو اختلاف کا جھانسہ دے کر گمراہ کرنے والے لوگوں کو اتحاد جن کا دعویٰ ہے کہ ہم صرف قرآن وحدیث مانتے ہیں تو کیا قرآن وحدیث میں اختلاف ہے؟ یقیناً نہیں یہ اتحادیوں کا اندرونی اختلاف ہے جو واضح ہے۔

میلاد النبی ﷺ

اہلسنت وجماعت کا موقف:

اہلسنت وجماعت کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کی ولادت کی خوشی منانا اور سال کے تمام ایام میں عموما اور ماہ ربیع الاول میں خصوصی آپ ﷺ کی ولادت کا ذکر کرنا آپ ﷺ کے فضائل ومناقب اور آپ ﷺ کے شمائل وخصائل کو مجالس اور محافل میں بیان کرنا جائز اور مستحب ہے اور صدقات وخیرات کے ہدایا کا آپ ﷺ کی جناب عالی میں ایصال ثواب کرنا اہل اسلام اور بزرگان دین کا معمول ہے۔ (شرح صحیح مسلم ج3 ص169)

اس مسئلہ میں تو غیر مقلدین نے فتویٰ بازی اور انتہا پسندی کی حد کر دی کبھی تو مسلمانوں کو اس مسئلہ کی وجہ یہودیوں سے ملایا ہے اور کبھی ہندوؤں سے ملایا، کبھی بدعتی کہا تو کبھی شرک کے قریب تر نہ جانے کیا کیا گل کھلائے اور فسق وفجور کے فتوے لگائے مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ان لوگوں نے قرآن وحدیث تو کیا پڑھنا تھا اپنے بزرگوں کی کتب کو ہاتھ تک نہیں لگاتے ورنہ یہ حالت فتویٰ بازی کی نہ ہوتی ناظرین ہم حسب سابق پہلے وہ فتاویٰ جات آپ کو سناتے ہیں اور بعد میں ان مفتیان بے لگام کو ان کے بزرگوں کی نظر سے آپ کو دکھائیں گے۔

اس مسئلہ میں غیر مقلدین کے دو گروہ ہیں:

اول منکرین:

مولوی نذیر دہلوی لکھتے ہیں کہ:

پہلی گواہی: انعقاد محفل میلاد اور وقت ذکر پیدائش آنحضرت ﷺ قرون ثلاثہ سے ثابت نہیں ہے پس یہ بدعت ہے (فتاویٰ نذیریہ ج1 ص229)

مولوی ثناء اللہ امرتسری لکھتا ہے کہ:

دوسری گواہی: قرآن وحدیث یا فقہ کی کسی معتبر کتاب میں مجالس میلاد کا ثبوت نہ ہو اس قسم کے کام اور اخراجات سب گناہ اور خدا تعالیٰ کے ہاں ناپسندیدہ ہیں۔

(فتاویٰ ثنائیہ ج1 ص112)

مولوی ثناء اللہ امرتسری لکھتا ہے کہ

تیسری گواہی: شریعت محمدیہ کا عام قانون ہے کہ جو کام دینی ہو یا بالفاظ دیگر جس کام میں ثواب سمجھا جائے اس کی اجازت شرع شریف سے ہونی چاہئے اگر کوئی کام ایسا کیا جائے جس کی بابت شرع سے ثبوت نہ ہو اس کو بدعت کہا جاتا ہے اسلام میں بدعت کا درجہ شرک سے درجہ دوم پر ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج1 ص108)

مولوی طیب غیر مقلد کی بولی سن لیں۔

چوتھی گواہی: دنیادار عیش پرست لوگوں کی عادت یہ ہوتی ہے کہ وہ جس بڑے آدمی کے یوم ولادت پر سالگرہ وغیرہ کے نام سے جشن مناتے ہیں اس دن اس کے فرمودات کو سنتے ہیں اسکے کریکٹر کردار کو بیان کرتے ہیں مثلاً علامہ اقبال ڈے پر لوگ اس کے اشعار پڑھتے ہیں مشاعرے ہوتے ہیں محمد علی جناح ڈے پر لوگ پاکستان کی تاریخ دہراتے ہیں اور اس کے فرمودات کا تذکرہ ہوتا ہے حالانکہ شریعت میں کسی کی ولادت ڈے کو منانے کا کوئی جواز نہیں یہ سب غیر مسلم قوموں کی نقالی ہے اس کو باوجود وہ لوگ اپنے بڑوں کے دن اس کی طرز پر ہی مناتے ہیں مسلمان کہلانے والوں نے غیر مسلموں کی نقالی جشن عید میلاد النبی منا کر تو کی ہے لیکن یہ ان سے بھی دو چار ہاتھ

آگے نکل گئے ہیں۔ (اللہ کی قسم جشن عید میلاد النبی قرآن وحدیث سے ثابت نہیں ص108)

دوئم قائلین:

مولوی نواب صدیق نے کیا خوب کہا کہ۔

پہلی گواہی: سو جس کو حضرت کے میلاد کا حال سن فرحت حاصل نہ ہو اور شکر خدا کا حصول پر اس نعمت کے نہ کرے وہ مسلمان نہیں۔ (شمامۃ العنبر یہ من مولد خیر البریہ ص112)

مولوی نواب صدیق نے کیا اچھا کہا کہ۔

دوسری گواہی: اس میں کیا برائی ہے کہ اگر ہر روز ذکر حضرت نہیں کر سکتے تو ہر سبوع یا ہر ماہ میں التزام اس کا کریں کہ کسی نہ کسی دن بیٹھ کر ذکر یا وعظ سیرت وسمت ودل وھدیٰ وولادت ووفات آنحضرت کا کریں پھر ایام ماہ ربیع الاول کو خالی نہ چھوڑیں۔

(شمامۃ العنبر یہ من مولد خیر البریہ ص05)

حضرات گرامی! غور سے اور ٹھنڈے دل سے سابقہ عبارات کو پڑھیئے اور سوچیئے کہ کیا یہ ایک مسلک کے لوگوں کی عبارات ہیں جبکہ دعویٰ یہ ہو کہ ہم صرف قرآن وحدیث کو مانتے ہیں اب اگر ان کو صحیح مانیں تو قرآن وحدیث میں تضاد لازم آئے گا جو باطل ہے تو پھر نتیجہ واضح ہے مولویوں کی طبیعت شریف ٹھیک نہیں اور انکے بزرگ بھی بچارے انکے فتاویٰ جات کو سن کر قبر سے زبان حال سے یہ ہی کہتے ہوں گے

تیر کھا کر جو دیکھا کمین گاہ کی طرف
اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہو گئی

جناب ناراض نہ ہوں آپ جلد بازی سے کام نہ لینا کیونکہ جناب کی عادت ہے کہ جب آپ کے مزاج شریف کے خلاف بات ہو تو آپ فتوؤں کا بریسٹ کھول دیتے ہیں رکیئے رکیئے اپنے ایک اور بزرگ کی گواہی سنتے جائیے۔۔۔

و كذالك من يزجر الناس بالعنف و التشدد على سماع الغناء او المزامير او عقد مجلس الميلاد و قراة الفاتحة المرسومة و يفسقهم او يكفرهم على هذا. (ہدیۃ المہدی ص118)

ترجمہ: (وحید الزمان حیدرآبادی سابقہ عبارت میں فرمایا جو احناف رفع الیدین ،آمین وغیرہ کا انکار کرتے ہیں وہ جاہل ہیں آگے فرمایا) اسی طرح جو لوگ سختی اور تشدد سے سماع ،غناء یا مزامیر یا مجلس میلاد کے انعقاد یا قرات فاتحہ رائج پر فسق یا کفر کا حکم لگائیں جاہل ہیں۔

جی جناب اور لگایئے فتوے اور شامل ہوں جہلاء کی صف میں اور اپنے بزرگوں کی کتب کے مطالعہ سے جہالت کا ثبوت دیں۔

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاکدامن ماہ کنعاں کا

سماع موتی

اہلسنت کا موقف:

(اموات کا باذن اللہ) سماع سلام و کلام اور فہم و ادراک اور شعور و احساس کا واضح ثبوت ملتا ہے کیوں کہ اگر مردہ سنتا سمجھتا نہ ہوتا تو اسے سلام دینا اور خطاب کرنا غیر معقول عبث اور بے فائدہ اور جناب رسالت مآب ﷺ عبث اور بے فائدہ امور کے ارتکاب اور غیر معقول افعال و اعمال کے ارتکاب سے منزہ و مبرہ ہیں (کیوں کہ آپ ﷺ نے بدر میں مردہ کفار سے خطاب کیا) لہذا واضح ہو گیا کہ مشرکین و کفار جب سن اور سمجھ سکتے ہیں تو اہل اسلام و ایمان بطریق اولیٰ علی الخصوص صالحین و شہداء اور صدیقین اور کاملین خصوصاً انبیاء و مرسلین اور خصوصاً سید المرسلین ﷺ لہذا انکار

سماع اموات و اہل قبور لغو و باطل ہے

(الوفاء باحوال مصطفی ﷺ ص 710,711 مترجم مولانا محمد اشرف سیالوی صاحب)

اس مسئلہ میں غیر مقلدین کے دو گروہ ہیں:

اول منکرین:

جی تو اب سنیئے مولوی عبدالستار کا فتویٰ۔

پہلی گواہی: اہل قبور کے سننے اور پھر ان کے جواب دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا قرآن مجید میں ہے اے نبی ﷺ آپ اہل قبور کو نہیں سنا سکتے۔ الخ

(فتاویٰ سحاب الحدیث ج1 ص159)

دوسری گواہی: مولوی ثناء اللہ کا فرمان: مردے اجسام بے جان ہوتے ہیں وہ نہیں سنتے۔ الخ (فتاویٰ ثنائیہ ج1 ص168)

دوئم قائلین:

وحید الزمان حیدرآبادی یہ کہہ کر مارا گیا کہ۔

پہلی گواہی: مترجم کہتا ہے اس حدیث سے بھی سماع موتی ثابت ہوتا ہے جو اہلحدیث کا مذہب ہے۔ (تیسیر الباری ترجمہ وتشریح صحیح بخاری ج1 ص776)

غیر مقلدیت کے شیخ الاسلام بھی نہ اپنوں کے فتووں سے نہ بچ سکے۔

دوسری گواہی: الحمدلله رب العالمين نعم يسمع ا لميت فى الجملة كما ثبت فى الصحيحين عن النبى ﷺ انه قال يسمع خفق نعالهم هين يولون عنه. الخ (مجموع الفتاویٰ ج14 ص160)

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جی ہاں میت سب کچھ سنتا ہیں جس طرح کے صحیحین میں ثابت ہے آپ ﷺ سے بے شک آپ ﷺ نے فرمایا (میت)

لوٹنے والوں کے جوتوں کی آواز سنتا ہیں۔

غیر مقلدیت کے شیخ الاسلام پھر اپنوں کے فتووں سے نہ بچ سکے۔

تیسری گواہی: و ثبت عنه فی الصحیح انه نادی المشرکین یوم بدر لما القاهم فی القلیب و قال ما انتم باسمع لما اقول منهم

(مجموع الفتاوی ج14 ص168)

ترجمہ: آپ ﷺ سے صحیح میں ثابت ہے کہ بے شک آپ ﷺ نے مشرکین کو بدر کے دن کنوئیں میں ڈالا اوران کو پکارا (اے فلاں بن فلاں تجھے اللہ کا وعدہ پہنچا حضرت عمرؓ کے پوچھنے پر کہ یہ سنتے ہیں) فرمایا میں جو کہہ رہا ہوں تم ان سے اس کو (میری آواز کو) زیادہ نہیں سنتے۔

قاضی شوکانی غیر مقلدین کے مشہور مجتہد ومفسر فرماتے ہیں کہ

پہلی گواہی: وفیه دلیل علی ثبوت حیاۃ القبر وقد وردت بذلك احادیث کثیرۃ بلغت حدالتواتر (نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار ج4 ص97)

ترجمہ: اوراس میں حیات قبر (مردوں کی حیات) پر دلیل ہے اوراس میں بہت ساری احادیث وارد ہیں جو حد تواتر کو پہنچتی ہیں۔

نمازِ جنازہ کی کتنی تکبریں ہیں؟

.اس مسئلہ میں غیر مقلدین کے اقوال کچھ اور ہیں اور عمل کچھ اور ہیں کیونکہ اکثر وبیشتر غیر مقلدین پانچ تکبیر نمازِ جنازہ اور وہ بھی اُونچی آواز سے چنانچہ ہم ایک حدیث کے علاوہ انہی کی کتب سے چند دلائل قارئین کی نظر کرتے ہیں۔

پہلی گواہی:

عن ابی هریرۃ انّ رسول الله ﷺ نعی النجاشی فی الیوم الذی مات

فیه و خرج بهم الی المصلی فصف بهم و کبر علیه اربع تکبیرات

(بخاری شریف جلد ا صفحہ ۱۷۸)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جس دن نجاشی فوت ہوئے نبی اکرم ﷺ نے اُن کی موت کی خبر دی اور جنازگاہ کی جانب تشریف لے گئے آپ نے صحابہ کی صفیں درست فرمائیں اوراس پر چار تکبیر نماز جنازہ پڑھی۔

وحید الزمان حیدر آبادی صاحب اسی حدیث کے تحت لکھتے ہیں آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں جنازہ پرلوگ سات اور چھ اور پانچ اور چار تکبیریں کہا کرتے تھے۔حضرت عمرؓ نے چار پرلوگوں کا اتفاق کرادیا۔(تیسیر الباری جلد ا صفحہ ۷۷۴)

تبصرہ: جی ناظرین صحیح بخاری کی حدیث شریف اور وحید الزمان صاحب کی گواہی سے یہ بات واضح ہوگئی کہ نمازِ جنازہ چار تکبیر ہی ہے جو کہ آپ ﷺ کا عمل مبارک بھی ہے اوراسی پر صحابہ کا اجماع بھی ہے مگر غیر مقلدین کا اس سے کیا تعلق ہے وہ آج تک مساجد میں اوپر والا سپیکر کھول کر جان بوجھ کر پانچ تکبیریں نمازیں جنازہ پڑھ کر صحیح بخاری اوراجماع صحابہ کی مخالفت کرتے ہیں مگر دعویٰ پھر بھی یہ ہے کہ ہم حدیث پے عمل کرتے ہیں اور صحابہ کے راستے پر چلتے ہیں۔نیز غیر مقلدین نمازِ جنازہ کو بلند آواز سے پڑھتے ہیں جو کہ مرجوح مذہب ہے اس کے متعلق غیر مقلدین کے ایک سرخیل مولانا عبدالستار حماد کا قول ملاحظہ ہوا ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے حضرت لکھتے ہیں کہ:

ان روایات سے معلوم ہوا کہ نماز جنازہ با آواز بلند پڑھی جاسکتی ہے تاہم ترجیح آہستہ پڑھنے کو ہے۔(فتاویٰ اصحاب الحدیث جلد ا صفحہ ۱۷۸)

اب غیر مقلدین کو چاہیے کہ وہ اپنے بڑوں کی بات مانتے ہوئے نمازِ جنازہ آہستہ پڑھا کریں۔

قرآن کا ثواب میت کو پہنچتا ہے یا نہیں؟

غیر مقلدین کے اس مسئلہ میں بھی دو نظریات ہیں

اول: پہنچتا ہے

مولوی ثناء اللہ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہ میت کو ثواب رسانی کی غرض سے بہ ہیت اجتماعی قرآن خوانی درست ہے یا نہیں جواباً فرماتے ہیں ملاحظہ ہو۔

بہ نیت نیک جائز ہے اگرچہ ہیت کذائی سنت سے ثابت نہیں

(فتاویٰ ثنائیہ ج2 ص51)

دوم: نہیں پہنچتا

مولوی عبدالستار اس کے متعلق سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: میت کے لیے قرآن خوانی کے ثواب کے متعلق آئمہ اربعہ کا اختلاف ہے صحیح موقف یہی ہے کہ قرآن پڑھنے کا میت کو ثواب نہیں پہنچتا (فتاویٰ اصحاب الحدیث ج1 ص175)

تبصرہ: یہ بھی اتحاد کی ایک واضح مثال ہے

اہل قبلہ کی تکفیر (کافر کہنا) جائز ہے یا ناجائز؟

نوٹ: اہل قبلہ سے مراد قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے والے

اس مسئلہ میں بھی غیر مقلدین (اہلحدیث) کے دو گروہ ہیں:

اول:

بعض علماء غیر مقلدین (اہلحدیث) ایسے ہیں جن کے نزدیک ان (اہلحدیث) کے علاوہ اور کوئی بھی مسلمان نہیں۔ جب تک امت مسلمہ کے افراد پر کفر و شرک کی بوچھاڑ نہ کرلیں انہیں سکون سے نیند نہیں آتی بلکہ بعض کو تو ایسے مصنوعی توحید کا نشہ

چڑھا کہ کفر و شرک کی تھریشر چلا دی اور لوگوں کو کافر و مشرک بنانے کا ایسا شوق چڑھا کہ بے چارے اس کی زد میں آ کے خود بھی ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ ملاحظہ ہو:

مولوی اسمعیل دہلوی نے حضرت عائشہ سے ایک حدیث روایت کی جس کا خلاصہ یہ ہے یعنی قیامت نہیں آئے گی جب تک لات وعزیٰ کو پوجا نہ جانے لگے جب تک اللہ چاہے گا دین غالب رہے گا پھر اللہ ایک اچھی ہوا چلائے گا جن کے دل میں رائی کے دانہ برابر بھی ایمان ہوگا وہ سب لوگ مرجائیں گے باقی وہ رہ جائیں گے جن میں کوئی بھلائی نہ ہوگی الخ: اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے مولوی صاحب نے لکھا کہ:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آخر زمانہ میں شرک قدیم بھی رائج ہوگا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے فرمانے کے مطابق ہوا (تقویۃ الایمان ص76 فاران اکیڈمی لاہور) ویسے تو اہلحدیث مولویوں کی روش کچھ اور ہے کہ صرف دوسروں کو کافر بناتے ہیں مگر اس مولوی کی حالت دیکھیئے کہ بے چارہ دوسروں کے ساتھ خود بھی اسلام سے خارج ہوگیا کیونکہ اس کے الفاظ ہیں۔

کہ جس طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا ایسا ہی ہوا یعنی جن کے دل میں رائی کے برابر بھی ایمان تھا وہ اس دنیا سے چل بسے اور مولوی صاحب کے نزدیک اس وقت مولوی صاحب سمیت کوئی بھی آدمی مسلمان نہیں۔ ان لوگوں کو میرا مشورہ ہے کہ خدارا اب تو اس مولوی کی وکالت چھوڑ دو کہ جس کو خود مسلمان رہنا اچھا نہیں لگتا تم کیسے بناؤ گے۔ اور اگر اسی روش پہ چلنا ہے تو پھر اپنے ایمان کی خیر مناؤ۔

ضروری نوٹ: جب اہلحدیث مولویوں سے اس مسئلہ میں بات ہوتی ہے وہ بڑے ہی نرم لہجے سے فرماتے ہیں جی کوئی اعتراض والی بات نہیں ہے اور اس عبارت میں اسمعیل دہلوی پر فتویٰ نہیں لگتا یہ عبارت سراسر عقیدہ توحید پر مبنی ہے۔

جواب: گزارش یہ ہے کہ پہلے ہی ہمیں معلوم تھا کہ آپ سچی بات کو کب مانتے ہیں ہمارا صرف سوال اتنا ہے کہ اگر یہ عبارت قابل اعتراض نہیں اور توحید کا پلندہ ہے تو پھر نعمانی کتب خانہ لاہور نے جولائی 1992 میں اس کتاب کو طبع کیا ملاحظہ ہو حدیث لکھنے کے بعد تشریح لکھتے ہیں کہ۔

جو مشرکوں کی راہ اختیار کرے گا لامحالہ مشرک ہو جائے گا معلوم ہوا آخری زمانہ میں پرانہ شرک بھی پھیل جائے گا آج مسلمانوں میں پرانہ اور نیا ہر قسم کا شرک موجود ہے آپ کی پیشین گوئی صادق آرہی ہے۔

(تقویت الایمان ص 88 نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور)

جی قارئین کرام دیکھا آپ نے کہ پہلے ایڈیشن میں جو عبارت تھی اس کو یہاں مکمل طور پر تبدیل کر دیا گیا وہ ایڈیشن جو فاران اکیڈمی نے چھاپا اس میں الفاظ یہ ہیں: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آخر زمانہ میں شرک قدیم بھی رائج ہوگا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے فرمانے کے مطابق ہوا۔

اور نعمانی کتب خانہ کے ایڈیشن کے الفاظ یہ ہیں۔

جو مشرکوں کی راہ اختیار کرے گا لامحالہ مشرک ہو جائے گا معلوم ہوا آخری زمانہ میں پرانہ شرک بھی پھیل جائے گا آج مسلمانوں میں پرانہ اور نیا ہر قسم کا شرک موجود ہے آپ کی پیشین گوئی صادق آرہی ہے۔

ہم پوچھتے ہیں اگر فاران اکیڈمی کے ایڈیشن کے الفاظ میں کوئی برائی نہیں تھی اور وہ توحید کا مجسمہ تھا بقول آپ لوگوں کے تو پھر اس میں اتنی تبدیلی کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ کیا اہلحدیث لوگوں کے نزدیک توحید میں تبدیلی کرنا جائز ہے؟؟؟ اگر نہیں تو پھر یہاں اتنی واضح تحریف کیوں کی گئی؟ ماننا پڑے کہ اندر سے بات کچھ اور ہے۔

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعاں کا

دوئم: دوسرا گروہ وہ ہے جو اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کرتا ملاحظہ ہو۔

پہلی گواہی: ملاحظہ ہو

شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے فتاویٰ ابن تیمیہ میں کہا:

ان لا نکفر احدا من اهل القبلة بالذنوب. (فتاویٰ ابن تیمیہ ج2 ص97)

ترجمہ: کہ ہم اہل قبلہ میں سے کسی ایک کو بھی گناہوں کی وجہ سے کافر نہیں کہتے۔

دوسری گواہی:

مولوی عبدالستار نے لکھا کہ۔ ہمارے اسلاف اس سلسلہ میں بہت محتاط تھے وہ کسی کلمہ گو اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتے تھے۔ (فتاویٰ اصحاب الحدیث ج1 ص36)

ان عبارات سے یہ نتیجہ نکلا کہ یہ لوگ قرآن وحدیث کی بناء پر لوگوں کو کافر نہیں کہتے بلکہ اپنی خواہش نفس کی وجہ سے کہتے ہیں ورنہ ابن تیمیہ یوں نہ کہتا کہ جو بھی بیت اللہ کو قبلہ مانتا ہے ہم اس کو کافر نہیں کہتے معلوم ہوا کہ قرآن وحدیث سے تو پہلے ہی غیر مقلدین دور تھے اب اسلاف کا دامن بھی ہاتھ سے جاتا رہا۔ اور بات بات پر لوگوں کو کافر ومشرک بنانا ان لوگوں کا پرانہ طریقہ ہے اسی وجہ سے ان کے اپنے علماء بھی ان سے نالاں نظر آتے ہیں وحید الزمان حیدر آبادی نے لکھا۔

وشدد بعد اخواننا من المتاخرين في امر الشرك و ضيق دائرة الاسلام و جعل الامور المكروهة او المحرمة شركا الخ.

(ہدیۃ المہدی ص26)

ترجمہ: کہ ہمارے بعض بھائیوں نے جو متاخرین میں سے ہیں اسلام کا دائرہ تنگ کر دیا شرک کے معاملے میں اور انہوں نے مکروہ اور حرام چیزوں کو شرک کہہ دیا۔ نیز حاشیہ میں لکھا ہے ان متشدد لوگوں سے مراد محمد بن عبدالوہاب نجدی اور مولوی اسمٰعیل دہلوی ہیں۔

کفار والی آیات مومنوں پر چسپاں کرنے والے کون؟

غیر مقلدین کی یہ پرانی عادت ہے کہ کفار اور بتوں والی آیات مومنوں پر چسپاں کرتے ہیں۔ جن کی نشان دہی حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنے دور میں فرمائی تھی۔ یہ حدیث اگرچہ بخاری (جلد2 ص1024 قدیمی کتب خانہ کراچی) کی ہے لیکن ہم فتاویٰ اصحاب الحدیث سے نقل کرتے ہیں:

صاحب فتاویٰ اصحاب الحدیث نے فرمایا:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے انہی کے متعلق فرمایا تھا کہ خارجی اللہ کی مخلوق میں سے شریر ترین لوگ ہیں انہوں نے جو آیات کفار کے متعلق نازل ہوئیں تھیں ان کو مسلمانوں پر چسپاں کر دیا۔ (فتاویٰ اصحاب الحدیث ج1 ص36)

اول: وہ غیر مقلدین جنہوں نے خارجیوں والا کام کیا۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری سورۃ حج کی آیت نمبر 73 کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ اللہ کے سوا جن لوگوں سے تم دعائیں کرتے ہو کسے باشد نبی ہو یا ولی مسیح ہو یا عزیر پیر ہو یا فقیر وہ لوگ ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے۔ (تفسیر ثنائی ج2 ص959)

تبصرہ: جی ناظرین یہ ہے غیر مقلدین کا طریقہ واردات سادہ لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے بتوں والی آیات مومنوں پر چسپاں کر کے لوگوں کا ایمان لوٹتے ہیں اب ذیل میں انہی کے ایک نامور مفسر کی تردید پیش کرتے ہیں کہ اس آیت مقدسہ سے مراد بت ہیں۔ نبی یا ولی نہیں۔ چنانچہ غیر مقلدین کے نامور مجتہد و مفسر سورۃ الحج کی اسی آیت مقدسہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ۔

یعنی **ان الکفار جعلوا اللہ مثلا بعبادتھم غیرہ** (فتح القدیر ج2 ص1001)

ترجمہ: یعنی کفار بناتے ہیں اللہ کو اس کے بندوں کی مثل جو غیر ہیں۔ نیز شوکانی

صاحب ﴿من دون اللہ﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

من دون اللہ الاصنام التی کانت حول الکعبة وغیرھا

(فتح القدیر ج2 ص1002)

ترجمہ: اللہ کے علاوہ وہ بت جو کعبہ کے ارد گرد تھے اور اس کے علاوہ۔

تبصرہ: جی ناظرین پہلے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان پڑھیے اور پھر مولوی ثناء اللہ کی وہ عبارت جس میں انہوں نے نبی اور ولی کا نام لے کر لوگوں کو یہ دھوکہ دینے کی کوشش کی کہ نبی یا ولی مکھی کا ایک پر بھی نہیں بنا سکتے مگر قاضی شوکانی صاحب کے منہ سے سیدھی بات نکل گئی کہ اس آیت سے مراد بت ہیں نہ کہ انبیا و اولیا۔ اور یہ بات یقینی ہے کہ خارجیت سے پہلے اس طرح کی وارداتیں نہیں ہوتی تھیں۔

قتل عاشق کسی معشوق سے کچھ دور نہ تھا
پر تیرے دور سے پہلے یہ دستور نہ تھا

بدعت کی اقسام

غیر مقلدین کے اس مسئلہ میں بھی دو نظریات ہیں:

اول: بدعت کی کوئی اقسام نہیں ہوتی۔

اس کے متعلق مولوی ثناء اللہ نے لکھا کہ

پہلی گواہی: ہمارا مطلب یہ ہے کہ جس کام کو کارِ ثواب جان کر کیا جائے اس پر شریعت کی طرف سے ثبوت ہونا چاہیے۔ اگر شریعت سے ثواب کا ثبوت نہیں اور کرنے والا اس کو ثواب سمجھے تو وہ بدعت ہے اور کرنے والا بدعتی ہے۔ یہی بدعت کی تعریف ہے۔

(فتاویٰ ثنائیہ ج1 ص114)

دوسری عبارت:

دوسری گواہی: غیر مقلدین کے شیخ الحدیث کرم الدین سلفی ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

بدعات کے ارتکاب سے نفرت دلانے اور ان کے بہت بڑے خطرناک انجام پر آگاہ کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے احادیث صحیحہ میں امت کو بہت ڈرایا ہے اور واضح طور پر فرمایا یہ گمراہی ہے۔ (بدعات مروجہ ص25) نیز لکھتے ہیں کہ۔

اور آپ ﷺ نے واضح کر دیا کہ آپ ﷺ کے بعد لوگ نئی نئی چیزیں دین میں نکالیں گے اور ان کو دین اسلام کی طرف منسوب کریں گے۔ وہ تمام کی تمام بدعات اور مردود ہیں۔ اگرچہ نکالنے والے کی نیت کتنی ہی اچھی کیوں نہ ہو۔

(بدعات مروجہ ص29)

دوئم: دوسرا نظریہ کے مطابق بدعت کی قسمیں ہوتی ہیں۔ بدعت کے متعلق تحقیق کرتے ہوئے قاضی شوکانی لکھتے ہیں۔

پہلی گواہی: والتحقيق انها ان كانت مما يندرج تحت مستحسن في الشرع فهي حسنة وان كانت مما يندرج تحت مستقبح في الشرع فهي مستقبحة والا فهي من قسم المباح. (نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار ج3 ص57)

ترجمہ: اور تحقیق یہ ہے کہ اگر درج ہو (بدعت) اچھے کام کے تحت شریعت میں تو وہ اچھی ہے اور اگر شریعت میں برے کام کے تحت درج ہو تو بری ہے ورگرنہ مباح ہے۔

تبصرہ: یہ حقیقت ہے کہ جس کو ان کے بڑوں نے بھی تسلیم کیا کہ ہر بدعت گمراہی نہیں ہوتی بلکہ کچھ بدعات اچھی بھی ہوتی ہیں اور کچھ مباح مگر نہ جانے غیر مقلدین لوگوں کو جہنمی بنانے کے لیے ایڑھی چوٹی کا زور کیوں لگاتے ہیں اور دعویٰ یہ ہے کہ ہم اُمت کے خیر خواہ ہیں۔

کیے لاکھوں ستم اس پیار میں بھی آپ نے ہم پر
اللہ ناخواستہ گر خشمگیں ہوتے تو کیا کرتے

تراویح کی رکعات کے بارے میں

غیر مقلدین اس مسئلہ مین بڑے شور وغل سے کہتے ہیں کہ تراویح آٹھ رکعت ہے چنانچہ مولوی ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

پہلی گواہی: اس میں شک نہیں آنحضرت ﷺ کے زمانہ مبارک میں نماز تراویح باجماعت کا انتظام نہ تھا بلکہ خلافتِ اولیٰ کے عہد میں بھی نہ تھا لوگ متفرق طور پر پڑھتے تھے تعداد رکعت مع وتروں کے گیارہ تھی جیسا کہ حدیث بخاری میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ رمضان وغیر رمضان میں گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے مگر اس پر اُمت کا اتفاق ہے کہ جماعتی انتظام خلیفۂ ثانی حضرت عمر نے کیا تھا۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ا صفحہ نمبر ۵۴۴)

مولوی موصوف ایک اور مقام پر ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

حالانکہ حقیقت حال کچھ اور ہے جس کو عبدالمجید خادم سہردوری صاحب نے سیرت ثنائی میں کچھ یوں بیان کیا ہے کہ:

دوسری گواہی: صحابۂ کرام میں کسی صحابی نے بیس رکعت تراویح پڑھی ہیں کہ نہیں؟

جواب: انفرادی طور پر بعض صحابہ نے بیس بھی پڑھی ہیں چالیس بھی پڑھی ہیں مگر جماعت آٹھ کی ہوتی تھی کیونکہ حضرت عمر خلیفۂ ثانی نے تراویح کے امام کو حکم دیا تھا کہ آٹھ رکعت تراویح وتر مجموعہ گیارہ رکعت پڑھائیں چنانچہ وہ ایسا ہی کرتے تھے۔

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ا صفحہ نمبر ۶۵۱)

مولوی موصوف ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

تیسری گواہی: ایک حق پسند کے لیے یہ بات قابل غور ہے کہ جماعت تراویح جو آج اسلامی ممالک میں مروج ہے کہ خلیفہ ثانی حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جاری ہوئی تھی

خلافتِ اولیٰ کے زمانہ میں اس کا نام ونشان تک نہیں پایا جاتا جس خلیفۂ راشد کے حکم سے جاری ہوئی تعداد کے متعلق بھی اسی کا ارشاد دیکھنا چاہیے ورنہ کہا جائے گا کہ خلیفہ ثانی کا فعل تو قابل شکر یہ ہے مگر حکم قابل رد۔

تلك اذًا قسمة ضيزى

خلیفہ ثانی کا حکم موطا امام مالک میں موجود ہے آپ نے ابی بن کعب کو حکم دیا تھا کہ نماز تراویح باجماعت وتر سمیت گیارہ رکعت پڑھائیں۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد اصفحہ ۵۴۹)

عجیب بات: یہ ہے کہ جو مولوی اب تک گیارہ رکعت تراویح کو بڑے زور سے ثابت فرما رہے تھے جب کسی نے یہ سوال کیا کہ اگر کوئی آدمی رات کے آخری حصہ میں تراویح پڑھے تو کیا تہجد پڑھے گا کہ نہیں؟ مولوی صاحب کا جواب سنیے اور آپ کے علمی مقام کو داد دیجئے ملاحظہ ہو:

نماز تہجد تو سارے سال میں ہوتی ہے تراویح خاص رمضان میں ہے اگر کوئی شخص پہلے وقت میں تراویح نہ پڑھے آخر وقت میں پڑھے تو نماز تہجد بھی ہو جائے گی اور تراویح بھی زیادہ کرید کرنے کی ضرورت نہیں آنحضرت ﷺ نے جن تین دنوں میں قیام رمضان کیا تھا اُن میں وتروں کا ذکر بھی نہیں ملتا۔

تبصرہ: لیجئے جناب سوال چنے اور جواب گندم مولوی صاحب نے اس سوال کا کیسا عجیب جواب دیا حالانکہ سوال بڑا سادہ تھا کہ اگر رات کے آخری حصہ میں آٹھ رکعت تہجد ہے تو تراویح کہاں گئی اور اگر تراویح ہے تو تہجد کہاں گئی چاہیے تو یہ تھا کہ مولوی صاحب اس کا کوئی صاف جواب دیتے مگر حضرت نے اس مسئلہ کو کرید کرنے سے منع فرماتے ہوئے ایک نیا باب کھول دیا کہ جناب حضور ﷺ سے اُن تین راتوں میں وتروں کا ثبوت بھی نہیں ملتا ہے۔

نیز جب اسی مولوی سے تہجد کی رکعتوں کے بارے میں سوال ہوا تو حضرت نے کچھ

یوں جواب دیا کہ:

کم سے کم سات رکعت اور زیادہ گیارہ رکعت یا گا ہے مع آخری نفلوں کے تیرہ رکعت سفر سعادت میں جمیع طریق جمع کئے گئے ہیں۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد اصفحہ ۵۸۰)

پس جناب جس مولوی نے تراویح اور تہجد کو ایک ہی نماز بتایا تھا اب تہجد کی رکعات میں اختلاف بتا کر کیا یہ ثابت نہیں کر رہے کہ تراویح سات رکعت تیرہ رکعت یا گیارہ رکعت ہے پھر آٹھ رکعت کا رٹا لگانا کہاں تک درست ہوگا۔

حقیقت حال: یہ ہے کہ آٹھ رکعت تراویح غیر مقلدین کی اپنی ہی ایجاد ہے جس کو عبدالمجید خادم نے کچھ ان الفاظ میں تسلیم کیا ہے چنانچہ نذیر حسین بٹالوی کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

نذیر حسین بٹالوی نے اشاعت وسنہ کے ذریعے اہل حدیث کی بہت خدمت کی اور آٹھ رکعت تراویح کی ترویج لاہور میں آپ ہی سے ہوئی۔ (سیرت ثنائی صفحہ نمبر 452)

تبصرہ: جی جناب کون سمجھائے ان مولویوں کو کہ کیا لاہور میں اسلام نذیر حسین بٹالوی صاحب کے ساتھ آیا تھا کہ آٹھ رکعت تراویح نذیر حسین بٹالوی نے رائج کی اور اگر نذیر حسین بٹالوی صاحب لاہور میں تشریف نہ لاتے تو لاہور میں یہ سنت مصطفیٰ ﷺ کے کیسے رائج ہوتی حقیقت یہ ہے کہ تراویح نذیر حسین صاحب سے پہلے بھی لاہور میں موجود تھی جو بیس رکعت تھی حضرت نے آ کر لاہور میں آٹھ رکعتیں شروع کروا کر اُمت میں ایک نیا اختلاف ڈالا۔

فیصلہ کن بات: اصل میں تراویح بیس رکعت ہی ہے جس کو غیر مقلدین کے مجتہدِ مطلق قاضی شوکانی صاحب نے کچھ ان الفاظ میں تسلیم کیا ہے مختلف روایات تراویح کے متعلق لکھتے ہوئے قاضی شوکانی فرماتے ہیں کہ:

عن يزيد بن رومان قال كان الناس في زمن عمر يقومون في

رمضان فی ثلاث و عشرین رکعتا. (نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۵۶)

ترجمہ: یزید بن رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں رمضان میں وتروں سمیت تیئیس رکعت تراویح پڑھتے تھے۔

اعتراض: غیر مقلدین اس روایت پر اعتراض کرتے ہیں کہ یہ ضعیف ہے حضرت یزید بن رومان کی وجہ سے۔

جواب: پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ کے کتنے بڑے محدث نے اس حدیث کو لکھنے کے بعد کوئی جراح نہیں فرمائی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شوکانی صاحب کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے۔ اگر بالفرض آپ نہ مانئے تو پھر بخاری دیکھئے کیونکہ یزید بن رومان بخاری کا راوی ہے۔ (بخاری جلد دوئم صفحہ ۵۹۲، ۸۸۶)

عقلی دلیل: لغت کے اعتبار سے بھی تراویح کی آٹھ رکعات کہنا درست نہیں کیونکہ تراویح کی واحد ترویحہ ہے اگر تراویح آٹھ رکعت ہوتی تو یہ لفظ تراویح نہ ہوتا بلکہ ترویحین ہوتا جو کہ غیر مقلدین کو بھی تسلیم نہیں ہے تو معلوم ہوا تراویح بیس رکعت ہی ہے آٹھ رکعت نہیں۔

مشرکین کے جہنم سے نکلنے کا عقیدہ

اہلسنت و جماعت کا موقف:

ہمارا عقیدہ ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا اور پھر اسی حالت میں بغیر توبہ کے مرگیا وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنمی ہے اور اسی میں رہے گا۔

اس مسئلہ میں غیر مقلدین کے دو گروہ ہیں:

اول قائلین: مولوی ثناء اللہ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

پہلی گواہی: اور آسمان پھٹ جائے گا ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ زمین و آسمان

میں کچھ تبدیلیاں ہوں گی بالکلیہ فنا نہیں ہوں گے سوال میں من علیھا فان کا ترجمہ مرقوم ہے جو قرآن مجید کی آیت ہے یعنی جو اشخاص اور چیزیں زمین پر ہیں ان سب کو فنا کر کے زمین صعید اجرزا کردی جائے گی مشرک کے متعلق جمہور کا یہی مذہب ہے کہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا مگر صحابہ اور بعض ائمہ ھدیٰ و شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور حافظ ابن قیم وغیرھم کی تحقیق ہے کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ جہنم خالی ہوجائے گا (فتاویٰ ثنائیہ ج ا ص 153)

اعتراض: اگر یہ کہا جائے کہ انہوں نے کہہ تو دیا ہے کہ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ مشرکین ہمیشہ جہنم میں رہیں گے مگر بعض لوگوں کا یہ نظریہ ہے کہ جہنم خالی ہوجائے گا اور اعتبار جمہور کے قول کا ہوتا ہے۔

جواب: یہ بھی ایک دھوکہ ہے کیونکہ ان حضرات کے نزدیک تو جمہور کے قول کا کوئی اعتبار نہیں ہے کیونکہ سید نواب صدیق حسن بھوپالی خان صاحب الشمامۃ العنبریۃ میں فرماتے ہیں ولادت شریف مکہ مکرمہ میں وقت طلوع فجر کے روز دوشنبہ (پیر) شب دوازدھم ربیع الاول (بارہ ربیع الاول) عام فیل کو ہوئی جمہور علما کا قول یہی ہے ابن الجوزی نے اس پر اتفاق نقل کیا ہے (الشمامۃ العنبریہ ص 7)

دیکھئے جناب اب یہاں پر جمہور کا قول آپ ﷺ کی ولادت کے بارے میں 12 ربیع الاول ہے مگر اہلحدیث مکتب فکر کے لوگ ہمیشہ کہتے ہیں کہ ولادت کی تاریخ میں اختلاف ہے اور اس کو بڑا عجیب رنگ دے کر عوام کو پیش کیا جاتا ہے عجب بات ہے جب اپنا مولوی ثناء اللہ مشرکین کو جہنم سے نکالنے کے لیے کمر بستہ ہو جو کہ صراحۃً قرآن کی آیت کا انکار ہے ان الله لا يغفر ان يشرك به و يغفر مادون ذالك لمن يشاء و من يشرك باالله فقدضل ضلالا بعيدا ☆ (سورۃ النساء آیت 116)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نہیں معاف کرے گا جس نے اس کے ساتھ شرک کیا اور معاف فرمادے گا اس کے علاوہ جسے چاہے اور جس نے اللہ کے ساتھ شریک بنایا وہ

گمراہ ہوا گمراہی دور کی۔

اس آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے کیسے صاف الفاظ میں فرمایا کہ مشرکین کو اللہ معاف نہیں فرمائے گا مگر مولوی ثناء اللہ نے جمہور اور غیر جمہور کا فرق بنا کر مشرکین کو جہنم سے نکلنے کا کہہ کر کیسے اپنے دل کو تسکین پہنچائی؟ سوال یہ ہے کہ جب مشرکین کو اللہ معاف نہیں کرے گا تو پھر جہنم سے بھی نہیں نکالے گا۔لیکن ان حق کے چھپانے والے مولویوں نے ناسیدھی بات کبھی بتائی ہے اور نہ ہی اس موڈ میں ہیں۔قبل اس کے کہ آئیں بائیں شائیں کریں ہم ان کے گھر سے ایک گواہی پیش کرتے ہیں۔

دوئم منکرین: کہ مشرکین ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ چنانچہ مولانا عبدالستار الحماد صاحب فتاویٰ اصحاب الحدیث میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

پہلی گواہی: اللہ تعالیٰ نے اس عالم رنگ وبو میں اپنی توحید قائم کرنے کے لیے متعدد کتابیں نازل فرمائیں اور بے شمار رسولوں کو مبعوث کیا توحید یہ ہے کہ اللہ کے اسماء اور اس کی صفات نیز اس کے حقوق واختیارات اور احکام میں کسی مخلوق کو شریک نہ کیا جائے اگر کسی نے اللہ کے اسماء اس کی صفات اس کے حقوق واختیارات واحکام میں کسی مخلوق کو شریک ٹھہرایا تو وہ اللہ کے ہاں مشرک ہے اگر توبہ کے بغیر اس جہاں سے رخصت ہوا تو ہمیشہ کے لیے اس پر جنت حرام اور جہنم واجب ہوگئی الخ۔

(فتاویٰ اصحاب الحدیث ج1 ص32)

جی جناب! یہ ہیں امت کو وحدت کا درس دینے والے اور دن رات اطاعت خدا ورسول ﷺ کا شور مچانے والے اور ساتھ یہ کہتے ہیں کہ اگر حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی مذہب نہ ہوتے تو آج ساری امت قرآن وحدیث کو مان کر متحد ہوتی لیکن

نہ خوف خدا نہ شرم نبی ✱ یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

کے مصداق یہ مولوی خدا جانے خود متحد کیوں نہ ہو سکے۔آیئے جناب اگر تسلی

نہیں ہوئی تو جس کتاب میں مشرکین کے جہنم سے نکل جانے کی بات موجود ہے۔اسی کتاب میں یہ بات بھی موجود ہے کہ

دوسری گواہی:

فتاویٰ ثنائیہ میں مولوی شرف الدین نے لکھا ہے۔شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد امام ابن قیم بھی اسی طرف مائل ہیں (یعنی مشرک جہنم سے نکل جائیں گے) مگر یہ قول ان کا شاذ وفاذ ہے ہم ان سے اس مسئلہ میں موافقت نہیں کرتے ہیں ابن قیم نے کچھ اوپر 20 وجہ سے اس مسئلہ کو (یعنی مشرک جہنم سے نکل جائیں گے) راجح کہا ہے یہ لوگ اگرچہ اسلام میں کبراء ائمہ ہیں لیکن حق اکبر تر ہے یہ قول ظاہر کتاب و سنت کے خلاف ہے۔(فتاویٰ ثنائیہ ج1 ص155)

جی جناب! ہوا یقین اب تو چوں چراں کی کوئی گنجائش نہیں پہلے خود نام نہاد اتحادیوں نے مشرکین کو جہنم سے نکالنے کے لیے پوری زور آزمائی کی اور پھر اشرفی صاحب نے کہہ دیا کے یہ بات قرآن وسنت کے خلاف ہے اب ہم کس کی بات قرآن وسنت کے مطابق مانیں جبکہ دعویٰ دونوں کا ایک ہے کہ ہم صرف قرآن و حدیث مانتے ہیں تو پھر اسی شعر کے مصداق ہیں

نا مذہب سے ہوئے واقف نا دین حق کو پہچانا
پہن کر جبہ و شملہ لگے کہلانے مولانا

اب عوام سے گزارش ہے کہ ان کے دھوکہ میں بالکل نہ آئیں اور دین حق کی پہچان کے لیے تگ ودو کریں کیونکہ جن بے چاروں کے گھر میں اتنا اختلاف ہے اور وہ بھی اصول عقائد میں (ایسے عقائد جو قرآن وحدیث کے صراحتاً خلاف ہوں جن میں اختلاف کی وجہ سے انسان مسلمان نہیں رہتا) وہ بے چارے دوسروں کو کیسے متحد کر سکتے ہیں۔

حدیث اوراہل حدیث

ناظرین کرام جولوگ حدیث کا نام لیتے ہوئے تھکتے نہیں اور کہتے ہیں ہم قرآن وحدیث کے علاوہ کوئی بات نہیں کرتے ہم ذیل میں صرف ایک مثال پیش کرتے ہیں جس سے آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ قرآن وحدیث کا نام لیکر دھوکہ دینے والے حدیث سے کیا سلوک کرتے ہیں۔

مثلاً: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رفع حاجت کے لیئے بیت الخلاء میں داخل ہونے کا ارادہ کرتے تو فرماتے

اللھم انی اعوذبك من الخبث والخبائث. (نماز نبوی ص61)

اسی حدیث کو **صلاة محمدی مع ادعیہ مسنونہ** کے صفحہ نمبر 18 پر بھی ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

نوٹ: یہ حدیث صحیح مسلم کی ہے اور صحیح ہے اور یہ دونوں کتابیں جن کا حوالہ اوپر گزرا اہل حدیث مکتب فکر کی ہیں ویسے تو اور کئی ان کی بڑی کتابوں اور فتاویٰ جات میں یہ حدیث مذکور ہے مگر ہم نے چھوٹی سی عام کتابوں کا حوالہ اس لیئے دیا تاکہ عوام بھی اس کو ملاحظہ فرماسکے۔ناظرین اب ہم اہل حدیث کے اس مولوی کا قول آپ کو سناتے ہیں جو سب سے بڑا توحید وحدیث کا علمبردار ہے۔

ملاحظہ ہوایک کتاب میں شاہ اسماعیل شہید کا مقام اور ادب شیخ کی سرخی کے تحت لکھا ہے (کہ شاہ اسماعیل نے ایک آدمی سے کہا) جونیتیں بہت پوچھا کرتے تھے میں تمھیں بیت الخلاء جانے کی نیت بتاؤں (پھر بتائی اور کہا کہ)

یایھا النفرق لوٹا دھرك فی مقام الجھرك والثرك (قصص الاکابر ص43)

احباب گرامی سن لی آپ نے حدیث اسماعیلی اس بچارے سادے آدمی کو کیسی

گرماگرم حدیث بنا کر سنائی اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث کا مذاق اڑیا باقی رہا ترجمہ تو یہ میرے بس کی بات نہیں اب شاہ اسماعیل کی روحانی اولاد سے گزارش ہے کہ اس حدیث کا ترجمہ بھی فرمائیں اور جہاں یہ حدیث ہے اس بخاری کا نام بھی بتائیں۔

کسی کو وہابی کہنا کیسا ہے؟

مولوی محمد اسماعیل سلفی صاحب لکھتے ہیں کہ

پہلی گواہی: ہمارے بریلوی مولوی جس کے مخالف ہو جائیں اسے وہابی کہہ کر بدنام کرتے ہیں۔(فتاویٰ سلفیہ ص6)

مولوی نواب صدیق حسن صاحب بھی کچھ یوں بولے کہ

دوسری گواہی: ہم کو وہابی کہنا ایسا ہے جیسا کوئی کسی کو گالی دے۔(ترجمان وہابیہ ص51)

نیز مولوی نواب صدیق صاحب نے ایک اور مقام پر یوں فرمایا:

تیسری گواہی: اسلام وہ ہے جو قریب 12 سو برس سے ایک طرح پر چلا آتا ہے اور وہابی برخلاف اس کے ہیں (ترجمان وہابیہ ص56)

مولوی اسماعیل سلفی صاحب دوبارہ بولے

چوتھی گواہی: کسی کو وہابی کہنا یہ دراصل سنت انگریز ہے ہم لوگ نہ اہل وہاب ہیں نہ وہابی۔(فتاویٰ سلفیہ ص6)

تبصرہ: جی قارئین کرام یہ ان لوگوں کی اصلی تصویر ہے جن لوگوں نے امت کے اتحاد کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے اور اپنی خبر نہیں مذکورہ عبارات سے یہ ثابت ہوا کہ کسی کو بدنام کرنا ہو یا گالی دینا ہو تو وہابی کہہ دینا کافی ہے اور نواب صاحب کے مطابق تو وہابیوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے اور وہابی کہنا انگریزوں کی سنت ہے وغیرہ وغیرہ۔جب یہ باتیں آپ نے ذہن نشین کرلیں تو اب دل پہ ہاتھ رکھئے اور مولوی اسماعیل وہابی نے جو گل

کھلائے ہیں ان کو ملاحظہ کرنے کے بعد خود اندازہ کریں کہ ان لوگوں کے دل میں بغض رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس طرح بھرا ہوا ہے نقلِ کفر کفر نہ باشد وہی مولوی اسماعیل سلفی جو اس سے پہلے کچھ اور فرما رہے تھے جب وہابیت کا نشہ چڑھا تو یوں گویا ہوئے نعوذ باللہ من ھذہ الخرافات ملاحظہ ہو۔مولانا معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فداہ ابی وامی سخت قسم کے وہابی تھے (فتاویٰ سلفیہ ص126)

تبصرہ: جی ناظرین پہلے یہی مولوی تھا جو کہہ رہا تھا جسکو بدنام کرنا ہو وہابی کہدو اور وہابی کہنا انگریز کی سنت ہے اور مولوی نواب نے کہا تھا کہ وہابی اسلام کے خلاف ہیں لیکن نہ جانے اچانک مولوی صاحب کی ٹون کیوں بدل گئی اور انگریز کی سنت پہ عمل کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے وہی لفظ بول کر جہاں بانی اسلام کی ذات کو دکھ پہنچایا وہیں انگریز کا متبع ہونے کا حق ادا کر دیا اب ہم ان نام نہاد دین کے ٹھیکے داروں سے صرف اتنا سوال کرتے ہیں کہ جو نام تمہیں اپنے لئے اچھا نہیں لگتا وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کیوں بولا جاتا ہے اور اگر بقول تمہارے وہابیوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں تو یہ لفظ پیمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بول کر تم کیا ثابت کرنا چاہتے ہو نعوذ باللہ من ذالک.

اصل حقیقت یہ ہے کہ نہ ان کو اسلام سے محبت اور نہ ہی بانی اسلام سے عقیدت اسی وجہ سے اہل سنت و جماعت ان لوگوں کے شدید مخالف ہیں پھر سینہ زوری ان لوگوں کی یہ ہے کہ ہم سے بڑا کوئی محبّ رسول نہیں اس کے جواب میں ہم بس یہی کہہ سکتے ہیں

کئے لاکھوں ستم اس پیار میں بھی آپ نے ہم پر
اللہ نہ خواستہ گر خشمگیں ہوتے تو کیا کرتے

تقلید

کن مسائل میں تقلید کی جاتی ہے کن میں نہیں؟

تقلید شرعی میں کچھ تفصیل ہے شرعی مسائل تین طرح کے ہیں۔

1: عقائد

2: وہ احکام جو صراحۃً قرآن پاک یا حدیث شریف سے ثابت ہوں۔اجتہاد کو ان میں دخل نہ ہو۔

3: وہ احکام جو قرآن وحدیث سے استنباط واجتہاد کر کے نکالے جائیں۔

وضاحت:

1: عقائد: عقائد میں کسی کی تقلید جائز نہیں

2: صریح احکام میں بھی کسی کی تقلید جائز نہیں۔جیسے پانچ نمازیں،نماز کی رکعتیں، تیس روزوں میں کھانا پینا حرام ہونا یہ وہ مسائل ہیں جن کا ثبوت نص سے صراحۃً ہیں اس لیے یہ نہ کہا جائے گا کہ نمازیں پانچ اس لیے ہیں یا روزے ایک ماہ کے اس لیے ہیں کہ فقہ اکبر میں لکھا ہے یا امام اعظم ابوحنیفہ نے فرمایا ہے بلکہ اس کے لیے قرآن وحدیث سے دلائل دیئے جائیں گے۔

3: جو مسائل قرآن وحدیث یا اجماع امت سے اجتہاد واستنباط کر کے نکالے جائیں ان میں غیر مجتہد پر تقلید کرنا واجب ہے۔(جاء الحق ص47)

نوٹ: تقلید کے متعلق بہت طویل بحث ہے مگر اس ابتدائی بات کو درج کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا کیونکہ غیر مقلدین کا طریقہ واردات یہ ہے کہ مقلدین صرف اپنے امام کا قول مانتے ہیں قرآن وحدیث کو نہیں مانتے لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔اسلئے ہم عقائد میں اور وہ مسائل جو قرآن وحدیث میں صراحتاً مذکور ہیں ان میں نہ تو کسی کی تقلید کرتے ہیں

اور نہ ہی تقلید کرنا جائز جانتے ہیں مذکورہ بالا تفصیل سے غیر مقلدین کا یہ اعتراض بھی جاتا رہا کہ مقلدین ہر مسئلہ میں صرف اپنے امام کا قول پیش کریں کیونکہ مقلد کے لئے اس کے امام کا قول حجت ہوتا ہے .جی ہاں ضرور مگر صرف ان مسائل میں جو قرآن وحدیث سے اجتہاد واستنباط کر کے نکالے جائیں باقی مسائل میں نہیں۔

اس مسئلہ میں غیر مقلدین کے دوگروہ ہیں:

اول منکرین: غیر مقلد زبیر علی زئی نے تقلید کے خلاف اس انداز میں زہر اگلا ملاحظہ ہو۔

پہلی گواہی: فتنہ کی مختلف صورتوں کے علاوہ ایک صورت یہ بھی ہے (اور یہ صورت تاریخ کے ناقابل تردید دلائل سے بالکل واضح ہے) کہ لوگ رسول ﷺ کی پیروی کو چھوڑ کر مختلف اماموں کی تقلید اختیار کرلیں گے اور یہ تفرقہ ان میں شدید نفرت اور اختلافات پیدا کردے گی اور آخر کار ان میں خانہ جنگی شروع ہوجائے گی۔

(نور العینین ص 21-20)

نیز موصوف لکھتے ہیں

دوسری گواہی: اتباع علم کی بنیاد پر جب کہ تقلید جہالت کے ساتھ خاص ہے کیوں کہ اتباع بالدلیل ہوتی ہے اور یہ علم ہے جبکہ تقلید ایسے عمل کا نام ہے جو کسی کی بات پر بغیر دلیل کے عمل کیا جائے۔ پھر تقلید میں دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ اندھا دھند کسی کے پیچھے چلنے کو تقلید کہا جاتا ہے اور مقلد کی دلیل صرف اس کے امام کا قول ہے نہ تو وہ خود اس مسئلہ کی تحقیق کرسکتا ہے اور نہ اپنے امام کی تحقیق پر نظر ڈال سکتا ہے ایسی جہالت کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں۔ (نور العینین ص 22-21)

مزید لکھتے ہیں:

تیسری گواہی: معلوم ہوا کہ دین اسلام میں جو نئی بات بھی دین کے نام سے ایجاد کی

جائے گی وہ بدعت ہے اور بدعت گمراہی کا دوسرا نام ہے اس لیے تقلید بھی بدعت ہے کیوں کے یہ بھی دین میں ایجاد کی گئی ہے۔ (نور العینین ص 23)

مزید لکھتے ہیں:

چوتھی گواہی: سوال یہ ہے کہ جب آئمہ کرام نے لوگوں کو تقلید سے منع کیا ہے تو پھر تقلید پر اسرار کیوں اصل بات یہ ہے کہ تقلید پر اسرار بعد کے لوگوں کی اختراع ہے ورنہ اہل علم نے تو ہر دور میں تقلید کی مخالفت کی ہے۔ (نور العینین ص 26)

پانچویں گواہی: چنانچہ مولوی ثناء اللہ امرتسری کی جناب میں سید ثروت کمال ساحر نے نظر عقیدت کے عنوان سے ایک نظم لکھی جس کا ایک شعر یہ ہے

شرک کی ایک شاخ ہے تقلید　　　تو نے یہی کہا ثناء اللہ

(فتاویٰ ثنائیہ ج1 ص63)

تبصرہ: جی ناظرین مذکورہ عبارات میں تقلید کو بدعت گمراہی جہالت شرک وغیرہ سے تعبیر کیا گیا اب دیکھیے کچھ غیر مقلدین کے ہاں یہ سب کچھ جائز ہے۔

دوئم قائلین: وحید الزمان حیدر آبادی تقلید کے حق میں رقم طراز ہیں کہ۔

پہلی گواہی: طالب حق کو یہی دو کتابیں کافی ہیں اور تمام جہان کی کتابوں کو ان دو کتابوں پر پیش کرنا چاہیے جو ان کے موافق ہوں وہ صحیح ہیں اور جو مخالف ہوں وہ ان کے مصنفین کو مبارک ہیں ہم کو ان کی تقلید کرنا ضروری نہیں اس لیے کہ اکابر مجتہدین جیسے ابوحنیفہ اور شافعی اور مالک وغیرھم ان کی تقلید بھی وہیں تک جائز ہے جب تک ان کا قول صحیح حدیث کے مخالف نہ ہو پھر اور علماء متاخرین کا ذکر ہی کیا۔

(تیسیر الباری ترجمہ وتشریح صحیح بخاری ج1 ص62)

دوسری گواہی: حافظ ابن قیم الجوزی اعلام الموقعین میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ کیا مردہ کی تقلید جائز ہے؟ فرماتے ہیں دوقول ہیں ہم اختصار کے

پیش نظر دوسرا قول نقل کرتے ہیں۔

والثانی الجواز وعلیه عمل جمیع المقلدین فی اقطار الارض و خیار ما با یدیهم من التقلید تقلید الاموات و من منع منهم تقلید المیت فانما هو شی یقوله بلسا نه وعمله فی فتاویه و احکامه بخلافه والاقوال لا تموت بموت قائلها كما لا تموت الاخبار بموت رواتها وناقليها (اعلام الموقعین ج2ص457)

ترجمہ: اور دوسرا قول یہ کہ جائز ہے اور اسی پر زمین کے اطراف میں مقلدین کا عمل ہے اور ان کا مختار فوت شدہ لوگوں کی تقلید ہے اور جس نے منع کیا ان میں سے فوت شدہ کی تقلید کو تو یہ اس کا زبانی دعوی ہے اور فتاویٰ جات میں اور احکام میں وہ اس کے خلاف کرتے ہیں (اصل بات یہ ہے کہ) کہ کہنے والے کے فوت ہونے سے اس کی باتیں فوت نہیں ہوتی جس طرح کہ روات حدیث اور ان کے نقل کرنے والوں کے فوت ہونے سے حدیثیں فوت نہیں ہوتی۔

تیسری گواہی: مولوی اسمٰعیل دہلوی نے غیر مقلد ہونے کے باوجود صاف لکھا ہے:

بلکہ ائمہ دین کا اتباع کرنا اور ان کی تقلید کو لازم سمجھنا اور ان کے طریق و سنت کو جاری کرنا دین کے اصل ارکان میں شمار ہوتا ہے۔ (ایضاح الحق ص181)

ثناء اللہ کی بات بھی سماعت ہو

چوتھی گواہی: اہل حدیث ابتدا سے حنفیہ کے پیچھے اقتداء جائز کہتے اور کرتے آئے ہیں پھر بتاؤ تکفیر کس نے کی (فتاویٰ ثنائیہ ج1ص126)

تبصرہ: جی ناظرین یہ چاروں عبارات غیر مقلدین مسلمہ بزرگوں کی ہیں کسی نے تقلید کو شرائط کے ساتھ جائز کہا تو کسی نے فوت شدگان کی تقلید کو اور مولوی اسمٰعیل دہلوی نے تو تقلید کو ارکان دین میں شمار کیا اور اگر تقلید حقیقتاً شرک ہے تو کیا قائلین حضرات

مشرک ہیں؟ نیز غیر مقلدین یہ بتائیں کہ مشرک کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے؟؟ جیسا کہ چوتھی گواہی میں واضح ہے۔

نوٹ: زبیر علی زئی نے جو یہ کہا کہ ہر دور میں اہل علم نے تقلید کی مخالفت کی۔ یہ حضرت کی کم علمی یا علمی خیانت کی دلیل ہے ذیل میں ہم ان علماء کرام کے اسماء کی شارٹ لسٹ (list) پیش کر رہے ہیں جن علماء نے اپنی ساری حیاتی اسلام اور خدمت دین میں گزار دی اور وہ سب مقلدین ہیں۔

فقہ حنفی کے علماء مقلدین کے اسماء گرامی

1۔ علامہ عثمان بن علی المعروف داتا گنج بخشؒ متوفیٰ 465ھ
2۔ علامہ طاہر بن عبدالرشید بخاری، متوفیٰ 542ھ
3۔ علامہ ابوبکر بن مسعود کاسانی، متوفیٰ 587ھ
4۔ علامہ حسین بن منصور اوزجندی، متوفیٰ 592ھ
5۔ علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی، متوفیٰ 593ھ
6۔ علامہ محمد بن محمود بابرتی، متوفیٰ 800ھ
7۔ علامہ عالم بن العلاء انصاری دہلوی، متوفیٰ 786ھ
8۔ علامہ ابوبکر بن علی حداد، متوفیٰ 786ھ
9۔ علامہ محمد شہاب الدین بن بزاز قردری، متوفیٰ 827ھ
10۔ علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی، متوفیٰ 855ھ
11۔ علامہ کمال الدین بن ہمام، متوفیٰ 861ھ
12۔ شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی، متوفیٰ 348ھ
13۔ علامہ معین الدین الھروی، متوفیٰ 954ھ

14۔ علامہ ابراھیم بن محمد حلبی، متوفی 954ھ

15۔ علامہ محمد خراسانی، متوفیٰ 962ھ

16۔ علامہ زین الدین بن نجیم، متوفی 970ھ

17۔ علامہ حامد بن علی قونوی، متوفی 985ھ

18۔ علامہ ابوالمسعود محمد بن عمادی، متوفیٰ 1081ھ

19۔ علامہ علاؤالدین محمد بن علی، متوفی 1088ھ

20۔ علامہ سید احمد بن محمد حموی، متوفیٰ 1098ھ

21۔ ملا نظام الدین، متوفی 1161ھ

22۔ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی، متوفیٰ 1252ھ

23۔ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی، متوفیٰ 1340ھ

24۔ علامہ عبدالرحمن بن محمد، متوفیٰ 1078ھ

25۔ علامہ احمد بن محمد طحاوی، متوفیٰ 1231ھ

26۔ علامہ خیرالدین رملی، متوفیٰ 1081ھ

27۔ علامہ حسن بن عمار بن علی مصری، متوفیٰ 1069ھ

فقہ شافعی کے مقلدین علماء کے اسماء گرامی

1۔ علامہ ابواسحاق شیرازی، متوفیٰ 455ھ

2۔ امام محمد بن محمد غزالی، متوفیٰ 505ھ

3۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی، متوفیٰ 676ھ

4۔ علامہ جلال الدین سیوطی، متوفیٰ 911ھ

5۔ علامہ شمس الدین بن محمد، متوفیٰ 1004ھ

6۔ علامہ ابوالضیاء علی بن علی، متوفیٰ 1087ھ

7۔ علامہ ابوالحسین علی بن محمد حبیب ماوردی، متوفیٰ 450ھ

8۔ علامہ تقی الدین سبکی، متوفیٰ 756ھ

9۔ علامہ ابوالقاسم محمد رافعی، متوفیٰ 623ھ

10۔ حافظ عمادالدین اسماعیل بن عمر بن کثیر متوفیٰ 774ھ

11۔ حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی، متوفیٰ 852ھ

12۔ الامام الحافظ علی بن عمر الدار قطنی، متوفیٰ 385ھ

13۔ علامہ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد، متوفیٰ 710ھ

14۔ علامہ احمد حجر مکی متوفیٰ 974ھ

فقہ حنبلی کے مقلدین علماء کے اسماء گرامی

1: شیخ عبدالقادر جیلانی المعروف غوث اعظم گیارویں والی سرکار متوفیٰ 1075ھ

2: علامہ موفق الدین عبداللہ بن احمد بن قدامہ متوفیٰ 620ھ

3: علامہ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن فتاح مدینی 763ھ

4: ابوالحسین علی بن سلیمان مرداوی متوفیٰ 885ھ

5: علامہ الیاس تقی الدین بن تمہ متوفیٰ 728ھ

6: علامہ موسیٰ بن احمد صالحی متوفیٰ 960ھ

7: علامہ ابوالقاسم بن الحسین بن عبداللہ بن احمد الخرطی متوفی 334ھ

8: علامہ شمس الدین مقدسی ابوعبداللہ محمد مفلح حنبلی متوفیٰ 763ھ

9: علامہ منصور بن یونس بن ادریس بھوتی متوفیٰ 1051ھ

10: علامہ ابوالحسن علی بن سلمان مرداوی، متوفیٰ 885ھ

نوٹ: اہلحدیث مولوی اکثر کہتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانی المعروف غوث اعظم

ہمارے پیر ہیں کیونکہ یہ رفع الیدین کرتے ہیں اہلسنت کو ہم نے یہ صرف کھیر کھانے کے لیے دیئے ہوئے ہیں جبکہ مولانا محمد اسماعیل سلفی (اہلحدیث) صاحب فتاویٰ سلفیہ میں شیخ عبدالقادر جیلانی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر حنبلی تھے دیکھئے فتاویٰ سلفیہ صفحہ نمبر 22 جبکہ ان کے ایک مشہور شیخ الاسلام کی معروف کتاب فتاویٰ ثنائیہ میں مولوی ثناء اللہ امرتسری کی جناب میں سید ثروت کمال ساحر نے نظر عقیدت کے عنوان سے ایک نظم لکھی جس کا ایک شعر یہ ہے

شرک کی ایک شاخ ہے تقلید   تو نے یہی کہا ثناء اللہ

(فتاویٰ ثنائیہ ج1 ص63)

تبصرہ: جی جناب نتیجہ خود نکال لیں کہ سید ثروت کمال ساحر کے نزدیک تقلید شرک کی ایک شاخ ہے اور شیخ عبدالقادر جیلانی حنبلی مسلک کے مقلد ہیں اب اندازہ لگائیں جاہل اور لاعلم ملاؤں کا کہ نہ ہی قرآن وحدیث سے واقف اور نہ اپنے بزرگوں کی کتب کو پڑھا اب اس کے علاوہ ہم کیا کہہ سکتے ہیں کہ

نا مذہب سے ہوئے واقف نا دین حق کو پہچانا
پہن کر جبہ وشملہ لگے کہلانے مولانا

فقہ مالکی کے مقلدین علماء کے اسماء گرامی

1: امام سحنون بن سعید تنوخی متوفی 256ھ
2: قاضی ابوالولید محمد بن رشید اندلسی متوفی 595ھ
3: علامہ ابوعبداللہ محمد بن محمد الخطاب المغربی متوفی 954ھ
4: علامہ علی بن عبداللہ بن الخرشی متوفی 1101ھ
5: علامہ ابوالبرکات احمد دردیر متوفی 1197ھ

6: علامہ شمس الدین محمد بن عرفہ وسوتی متوفی 1219ھ
7: امام ابوعبداللہ محمد بن احمد قرطبی متوفی 668ھ
8: مام قاضی عیاض بن موسیٰ متوفی 544ھ
9: علامہ احمد بن محمد صاوی متوفی 1223ھ
10: علامہ ابوالولید سلیمان بن حلف باجی اندلسی متوفی 964ھ
11: حافظ ابوعمر بن عبدالبر متوفی 463ھ
12: علامہ ابوبکر محمد بن عبداللہ بن الوبی متوفی 523ھ
13: علامہ ابوالعباس احمد بن عمر ابراہیم القرطبی متوفی 656ھ
14: علامہ عبداللہ محمد بن خلقہ وشتانی متوفی 743ھ
15: علامہ ابوعبداللہ یوسف بن ابی القاسم العبدری متوفی 676ھ

کیوں حضرات اب فرمائیے کہ کیا یہ علماء اہل علم نہیں؟ اگر ہیں تو پھر اپنی عقل کا علاج کروائیں۔

رفع الیدین

اس مسئلہ میں غیر مقلدین کے دوگروہ ہیں:

حق میں عبارات: حضرات محترم نام نہاد اتحادیوں کے اس مسئلہ میں بھی مختلف اقوال ہیں اور میں حیران ہوں کہ قرآن وحدیث کا مقدس نام لیکر امت کو اتحاد کا درس دینے والے خود متحد کیوں نہیں؟

پہلا گروہ جن کے نزدیک رفع الیدین ضروری ہے

مولوی عبدالستار نے لکھا کہ

پہلی گواہی: صلوا کما رایتمونی اصلی (اس طریقہ کے مطابق نماز پڑھو جس

طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے) کا تقاضا یہ ہے کہ اس کے بغیر نماز نہ پڑھی جائے بلکہ اس کے بغیر نماز پڑھنا ادھوری اور نہ مکمل نماز ہے۔

(فتاویٰ اصحاب الحدیث ج1 ص106)

مولوی زبیر زئی نے لکھا کہ۔

دوسری گواہی: نماز میں رفع یدین رسول اللہ ﷺ سے متواتر ثابت ہے۔ لیکن افسوس بہت سے دیگر مسائل کی طرح (مسئلہ رفع یدین) بھی تقلید اور مسلکی تعصب کی بھینٹ چڑھا دیا گیا۔

جب صحیح مرفوع احادیث (آثار صحابہ) آثار تابعین اور آئمہ کرام سے رکوع کو جاتے اور اٹھتے وقت رفع یدین ثابت ہے تو اس کے مقابلے میں ضعیف موضوع اور چند ایک تابعین کے عمل کی کیا وقعت رہ جاتی؟

حقیقت میں آل تقلید اس قدر بوکھلا چکے ہیں کہ اپنی حمایت میں کمزور اور بودلے (دلائل) بلکہ موضوع اور من گھڑت روایات میں بیان کرنے سے نہیں چوکتے۔!

(نورالعینین ص11)

مولوی مذکور دوبارہ بولے:

تیسری گواہی: امام ابن خزیمہ اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن یحییٰ (الذہلیؒ) یہ کہتے ہوئے سنا کہ جو شخص حدیث ابوحمید رضی اللہ عنہ سننے کے باوجود رکوع جاتے اور اس سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین نہیں کرتا تو اس کی نماز ناقص ہے۔ (نماز نبوی ص208)

خلاف عبارات:

مولوی نزیر دہلوی ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ۔:

پہلی گواہی: علمائے حقانی پر پوشیدہ نہیں ہے کہ رکوع جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرنے میں لڑنا جھگڑنا تعصب اور جہالت سے خالی نہیں ہے۔ کیونکہ مختلف اوقات میں رفع یدین کرنا اور نہ کرنا دونوں ثابت ہیں اور دونوں طرح کے دلائل موجود ہیں شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے شرح سفر السعادت میں طرفین کے دلائل بیان کر کے لکھا ہے کہ دونوں طریقوں کو ماننے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔ (فتاویٰ نذیریہ ج1 ص441)

دیکھئے جناب ان کے محدثین کا یہ مئوقف ہے کہ طرفین سے ثابت ہیں اور اس کے ماننے بغیر چارہ بھی کوئی نہیں لیکن نہ معلوم چند متعصب مولوی اس ضد پر کیوں اڑے ہوئے ہیں کہ رفع الیدین کے بغیر نماز ناقص اور ادھوری ہے۔

شیخ الاسلام بولے کہ۔

دوسری گواہی: وتارة برفع اليدين فى المواطن الثلاثة وتارة بغير رفع اليدين (مجموع الفتاویٰ ج14 ص89)

ترجمہ: (صحابہ کرام نماز پڑھتے تھے) کبھی رفع الیدین تین جگہوں (یعنی رکوع جاتے رکوع سے اٹھتے اور تیسری رکعت کے شروع) میں اور کبھی بغیر رفع الیدین کے (نماز پڑھتے)۔

دیکھا جناب کیسے صاف الفاظ ہیں کہ صحابہ کرام سے رفع وترک دونوں ثابت ہیں اللہ اتحاد کا درس دینے والوں کو سچی بات بتانے کی توفیق نصیب فرمائے (آمین)

شیخ الاسلام ایک بار پھر بولے کہ۔

تیسری گواہی: وعلى المومنين ان يتبعوا امامهم اذا فعل ما يسوغ فان النبى ﷺ قال انما جعل الامام ليئوتم به سواءً رفع يديه او لم يرفع يديه لا يقدح ذالك الى صلاتهم ولايبطلها لا عند ابى حنيفة ولا الشافعى ولامالك ولااحمد ولو رفع الامام دون المامون اوالمامون

دون الامام لم يقدح ذالك فى صلاة واحد منهما ولو رفع الرجل فى بعض الاوقات دون بعض لم يقدح ذالك فى صلاته

(مجموع الفتاویٰ ج14 ص130)

ترجمہ: اور مومنوں پر لازم ہے کہ اپنے امام کی اتباع کریں جب وہ حق کو پہنچے بیشک آپ ﷺ نے فرمایا امام تو صرف اسی لیئے ہے کہ اس کی اتباع کی جائے اور برابر ہے کہ رفع الیدین کرے نہ کرے انکی نماز پر عیب نہ لگایا جائے نہ باطل کہا جائے امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد کا مسلک ہے اور اگر امام رفع الیدین کرے مقتدی نہ کرے یا مقتدی کرے امام نہ کرے دونوں میں سے کسی کی نماز پر عیب نہ لگایا جائے اگر کوئی آدمی بعض اوقات رفع الیدین کرے اور بعض اوقات نہ کرے تو اس کی نماز پر بھی عیب نہ لگایا جائے۔

تبصرہ: کیوں جناب یہ اتحاد امت کا شور مچانے والوں کے متفقہ شیخ الاسلام صاحب کی گواہی ہے جو ان کے ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور کی وضاحت کررہی ہے جب آپ کے شیخ الاسلام کہیں کہ مومنوں کو امام کی اتباع لازم ہے تو کیا خیال ہے شیخ الاسلام صاحب کے بارے؟ اور اس بات نے رفع الیدین کرنا نہ کرنا امام کرے یا مقتدی کرے یا دونوں کریں یا نہ کریں اس سے قول باطل کا بھی بھانڈا پھوڑ دیا کہ رفع الیدین کے بغیر نماز ناقص اور ادھوری ہے جناب ہم اور تو کچھ نہیں کہتے براہ اصلاح ہمارا ایک مشورہ ہے کہ منافقت چھوڑ کر لوگوں کو سیدھی بات بتائیں کہ فروعی مسائل میں دور صحابہ سے آج تک اختلاف رہا ہے اور یہ کوئی گناہ نہیں بلکہ رحمت کا باعث ہے۔

امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنا

حق میں عبارات: اس سلسلہ میں بھی غیر مقلدین کے دو گروہ ہیں:

مولوی عبدالستار نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھا۔

پہلی گواہی: نماز دین اسلام کا ایک اہم رکن ہے قیامت کے دن سب سے پہلے اس کے متعلق باز پرس ہوگی اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے لیے کچھ لوازمات و ارکان اور شرائط ہیں ان میں سے قیام اور قرات سورہ فاتحہ سرفہرست ہیں ان کی ادائیگی کے بغیر نماز نہیں ہوتی نماز مین بحالت رکوع شامل ہونے والا ان دونوں سے محروم رہتا ہے لہذا اس حالت میں امام کے ساتھ شامل ہونے والے کو رکعت دوبارہ ادا کرنا ہوگی چنانچہ حدیث میں ہے کہ جس قدر نماز کے ساتھ پاؤ پڑھ لو اور جو (نماز کا حصہ) رہ جائے اسے بعد میں پورا کرلو۔ (فتاویٰ اصحاب الحدیث ج1 ص114)

تفسیر ثنائی میں صاف لکھا ہے کہ

دوسری گواہی: اہلحدیث کے نزدیک تو فاتحہ خلف الامام پڑھنا فرض ہے

(تفسیر ثنائی ج1 ص538)

خلاف عبارات:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے قرات خلف الامام کے بارے میں تین اقوال نقل فرمائے ہیں ہم اختصار کے پیش نظر جمہور کا قول جو کہ تیسرا ہے نقل کرتے ہیں شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں

پہلی گواہی: و منهم من يامر بالقراء ة في صلاة السر وفى حال سكتات الامام فى صلاة الجهر والبعيد الذى لا يسمع الامام و اما القريب الذى يسمع قرا ء ة الامام فيامرونه بالا نصات لقراء ة امامه اقامة للا

ستماع مقام التلاوة و هذا قول الجمهور كمالك و احمد و غير هم من فقهاء الامصار وفهقاء الاثار و عليه يدل عمل اكثر الصحابة و تتفق عليه اكثر الاحاديث (مجموع الفتاویٰ ج14 ص145)

ترجمہ: اوران میں سے (جوامام کے پیچھے قرات نہیں کرتے) جس نے قرات خلف الامام کا حکم دیا سری نماز میں (جس میں اونچی آواز سے قرات نہیں کی جاتی ظہر اور عصر) اور سکتوں کی حالت میں (جب امام قرات کے دوران سانس لیتا ہے) جہری نماز میں (جس میں اونچی آواز سے قرات کی جاتی ہے جیسے فجر، مغرب، عشاء) اور جو دور ہو امام کی قرات نہ سن سکتا ہو اور جو قریب ہو امام کی قرات سن سکتا ہو تو اس کو خاموش رہنے کا حکم دیا ہے امام کی قرات کی وجہ سے کہ یہ تلاوت کے سننے کا مقام ہے اور یہ جمہور علماء کا قول ہے جیسے امام مالک امام احمد وغیرھم مصر کے فقہاء میں سے اور تابعین فقہاء میں سے اور اس پر اکثر صحابہ کا عمل دلالت کرتا ہے اور اکثر احادیث میں اس وجہ سے موافقت پیدا ہو جاتی ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ پھر بولے کہ

دوسری گواہی: والذی عليه جمهور العلماء هو الفرق بين حال الجهر و حال المخافتة فيقرء فی حال السر ولا يقرء فی حال الجهر و هذا عدل الا قوال لان الله تعالیٰ قال

واذا قری ء القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلكم ترحمون۔

(سورہ اعراف آیت 204)

فاذاقرا الامام فليسمع واذسكت فليقرء (مجموع الفتاویٰ ج14 ص146)

ترجمہ: اور وہ مسلک جس پر جمہور علماء ہیں وہ فرق کرنا ہے حالت جہری اور حالت سری میں پس وہ (مقتدی) سری نماز میں قرات کرے اور جہری میں نہ کرے اور یہ معتدل

قول ہے (یعنی اس مسئلہ میں فیصلہ کن قول ہے) وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب قرآن پڑھا جائے تو اسے غور سے سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے پس جب امام قرات کرے تو (مقتدی) خاموش رہے اور جب (امام) خاموش ہو تو (مقتدی) قرات کرے۔

تبصرہ: جی جناب یہ ہے امت کو اتحاد کا جھانسہ دینے والوں کا اندرونی اتحاد اگرچہ یہ مسئلہ فروعی ہے آئمہ کے درمیان اس میں تشدد روا نہیں ذکر کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ اگر نام نہاد اہلحدیث صرف قرآن وحدیث مانتے تو ان کے درمیان یہ اختلاف ہرگز نہ ہوتا اللہ سمجھ عطا فرمائے۔

آمین بالجہر

اس میں بھی غیر مقلدین کے دو نظریے ہیں۔

مولوی وحید الزمان نے لکھا

پہلی گواہی: وليسن اقبل الفاتحة آمين للامام والمامون والمنفرد والمسبوق يومن المامون مع تامين الامام وان كان فی اثناء قرائة الفاتحةويجهر به فی الصلوٰة الجهرية (نزل الابرار جلد1 ص76)

ترجمہ: اور سنت ہے سورہ فاتحہ کے بعد آمین کہنا امام، مقتدی، منفرد اور مسبوق کیلئے مقتدی آمین کہے امام کی آمین کے ساتھ اگرچہ سورہ فاتحہ کی قراۃ کے دوران ہی ہو اور جہری نمازوں میں (آمین) اونچی آواز سے کہے۔

مولوی نواب صدیق نے کیا خوب کہا۔

دوسری گواہی: وآثار در خفض ورفع آمین ہر دو وارد شدہ بصحت رسید وثانی اولیٰ تر است از اول (عرف الجادی من جنان ھدی المھدی ص29)

ترجمہ: اور احادیث آہستہ اور اونچی آمین کہنے میں آئی ہیں اور صحیح ہیں لیکن اونچی کہنا بہتر ہے۔

تبصرہ: اس مسئلہ میں وحید الزمان حیدر آبادی صاحب نے فرمایا کہ ہر صورت آمین بلند آواز سے کہنی سنت ہے جبکہ صدیق حسن صاحب نے فرمایا کہ دونوں میں صحیح احادیث وارد ہیں یعنی برابر ہے آہستہ اور بلند کہنا پھر حق تو یہ تھا کہ غیر مقلدین دونوں پر عمل کرتے عجب بات ہے احادیث صحیحہ دونوں طرف سے ہیں اور اول اولی دوسرا غیر اولی ہے۔

طلاق ثلاثہ

اس میں بھی غیر مقلدین کے دو نظریے ہیں۔

اس مسئلہ میں غیر مقلدین بہت زیادہ شور مچاتے ہیں اور لوگوں کو اپنی تحریروں کے ذریعے یہ باور کراتے ہیں کہ تین طلاقیں ایک مجلس میں ایک طلاق رجعی واقع ہوتی ہے اور اس مسئلہ پر احناف کے خلاف اور خصوصاً سواد اعظم اہلسنت و جماعت کے بارے میں عوام کو خوب بھڑکاتے ہیں آیئے اب ہم ان کے اکابرین کی تصریحات آپ حضرات کے سامنے رکھتے ہیں آپ سے اور خصوصاً ان مولویوں سے پوچھیں گے کہ مسئلہ ایک ہے اور نظریے دو ہیں آخر کیوں؟ اور اگر ایسا ممکن ہے تو پھر صرف احناف کو ہی اپنے زہریلے لسانی تیروں کا نشانہ کیوں بنایا جاتا ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب اس کے متعلق سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں

پہلی گواہی: تین طلاقیں ایک ہیں۔ مولوی ثناء اللہ صاحب سے اس متعلق سوال ہوا تو جواب دیا۔ محدثین کے نزدیک ایک مجلس میں دی ہوئی تین طلاقیں ایک طلاق رجعی کا حکم رکھتی ہیں (فتاویٰ ثنائیہ جلد 2 ص 215)

دوسری گواہی: مولوی عبدالستار حماد صاحب ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ: تاہم اس انداز سے طلاق دینے میں ایک رجعی طلاق ہوتی ہے۔

(فتاویٰ اصحاب الحدیث جلد دوم ص 330)

دوئم: تین طلاقیں تین ہوتی ہیں۔

پہلی گواہی: اس کے متعلق مولوی شرف الدین دہلی شرفیہ کے ٹائٹل (Title) کے تحت فرماتے ہیں کہ: قول مجیب مرحوم کے محدثین کے نزدیک ایک مجلس میں دی ہوئی تین طلاقیں ایک رجعی کا حکم رکھتی ہیں الخ۔ (آگے حدیث ابن عباس کے اندر کلام کرتے ہوئے ششم کے تحت فرمایا) محدثین کی طرف مجلس واحد میں تین طلاق کو ایک شمار کرنے کی نسبت میں بھی کلام ہے یہ سخت مغالطہ ہے اصل بات یہ ہے کہ صحابہ و تابعین و تبع تابعین سے لے کر سات سو سال تک کے سلف صالحین صحابہ و تابعین و محدثین سے تو تین طلاق کا ایک مجلس میں واحد شمار ہونا ثابت ہی نہیں۔ من ادعیٰ فعلیہ البیان بالبرحان و دونہ خرط القتاد۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج 2 ص 217)

مولوی شرف الدین مزید فرماتے ہیں

دوسری گواہی: اصل بات یہ ہے کہ مجیب مرحوم نے جو لکھا کہ تین طلاق مجلس واحد کی محدثین کے نزدیک ایک کے حکم میں ہیں یہ مسلک صحابہ تابعین و تبع تابعین وغیرہ ائمہ محدثین متقدمین کا نہیں ہے یہ مسلک سات سو سال کے بعد کے محدثین کا ہے جو شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے فتویٰ کے پابند اور ان کے معتقد ہیں یہ فتویٰ شیخ الاسلام نے ساتویں صدی ہجری کے اخیر یا اوائل آٹھویں میں دیا تھا تو اس وقت کے علماء اسلام نے ان کی سخت مخالفت کی تھی نواب سید صدیق حسن خان مرحوم نے اتحاف النبلاء میں جہاں شیخ الاسلام کے متفردات مسائل لکھے ہیں اس فہرست میں طلاق ثلاثہ کا مسئلہ بھی لکھا ہے اور لکھا ہے کہ جب شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے تین طلاق کی ایک مجلس

میں ایک ہونے کا فتویٰ دیا تو بہت شور ہوا شیخ الاسلام اور ان کے شاگرد ابن قیم پر مصائب برپا ہوئے ان کو اونٹ پر سوار کر کے درے مار مار کر شہر میں پھیرا کر توہین کی گئی قید کیے گئے اس لیے کہ اس وقت یہ مسئلہ علامت روافض (شیعہ) کی تھی۔

(فتاویٰ ثنائیہ ج2 ص219)

تبصرہ: احباب گرامی جس طرح کہ پہلے میں نے گزارش کی کہ اس مسئلہ کو غیر مقلدین لوگوں کے سامنے پہاڑ بنا کر دکھاتے ہیں اور لوگوں کی ہمدردیاں حاصل کر کے اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کرتے ہیں آپ نے شرف الدین دہلوی صاحب کی گواہی سن لی وہ فرماتے ہیں کہ سات سو سال تک امت مسلمہ میں یہ کسی کا موقف نہیں تھا کہ تین طلاقیں ایک ہوتی ہیں تو جب ابن تیمیہ نے یہ فتویٰ دیا تو اس کو تکالیف بھی اٹھانی پڑی اور اسکی توہین بھی کی گئی درے بھی مارے گئے شور بھی ہوا کیا یہ ساری باتیں اتفاقیہ تھیں یا حقیقت کچھ اور ہے؟ جو آپ جاننے کے باوجود بے چاری عوام کو نہیں بتاتے اور اپنے مذہب کا دھرم رکھنے کے لیے چپ سادھے ہوئے ہیں اور پھر مزے کی بات تو یہ ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اور مولوی شرف الدین صاحب دونوں کا دعویٰ عامل بالقرآن والحدیث ہونے کا ہے کیا آپ اس سے یہ تاثر نہیں دیتے کہ معاذاللہ قرآن و حدیث میں تضاد موجود ہے جو کہ کسی صورت بھی مسلمان کہلانے والے کو تسلیم نہیں ہے۔ بصورت دیگر یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ لوگوں کو قرآن و حدیث کا کہہ کر اتحاد بنانے والے خود اتحاد سے کس قدر محروم ہیں۔ جی جناب اب بتائیں ہم کس کی بات مانیں پہلے مولوی کی یا دوسرے کی خدارا یا تو آپ اپنے مسلک کی تصحیح فرمائیں یا پھر لوگوں کے سامنے قرآن وسنت کو بدنام نہ کریں۔

اس بات پر تھے متفق مجھ سے عناد تھا
یاروں کی بات بات میں ورنہ تضاد تھا

سب کی الگ زباں تھی لہجے الگ الگ
کتنا مخالفت میں مگر اتحاد تھا
گھر کو ہی آگ لگ گھر کے چراغ سے

اصل وجہ: اب سوال یہ ہے کہ یہ لوگ اس مسئلہ میں ایسا کیوں کرتے ہیں؟ اس کا جواب بھی انہی کی زبانی سماعت فرمائیں چنانچہ مولوی شرف الدین صاحب نے لکھا کہ:

ہاں تو جب متاخرین علماء اہلحدیث عموماً شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور اس کے شاگرد ابن قیم کے معتقد ہیں اس لیے وہ بے شک اس مسئلہ میں شیخ الاسلام سے متفق ہیں اور وہ اسی کو محدثین کا مسلک بتاتے ہیں اور مشہور کر دیا گیا ہے کہ یہ مذہب محدثین کا ہے اور اس کے خلاف مذہب حنفیہ کا ہے اس لیے ہمارے اصحاب فوراً اس کو تسلیم کر لیتے ہیں اور اس کے مخالف کو رد کر دیتے ہیں حالانکہ یہ فتویٰ یا مذہب آٹھویں صدی ہجری میں وجود میں آیا (فتاویٰ ثنائیہ ج2 ص220)

تبصرہ: دیکھا جناب کتنے شفاف الفاظ ہیں چونکہ لوگ حنفیہ کے مخالف ہیں اس لیے اس مذہب کو یا مسلک کو جو کہ محدثین کا نہیں ہے ان کے نام سے مشہور کر دیا گیا ہے یعنی صاف جھوٹ لوگوں سے بولا گیا یہ محدثین کا مذہب ہے حالانکہ یہ آٹھویں صدی ہجری میں پیدا ہوا جو کہ ہمارے دوستوں کے نزدیک بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جاتی ہے اب جتنے غیر مقلدین اس فتویٰ پر عمل کرتے ہیں کیا وہ چلتے پھرتے جہنمی نہیں ہیں؟ اور میری غیر مقلدین سے گزارش ہے کہ خدارا جلد فیصلہ کریں کہ مسلک کا دھرم عزیز ہے یا دین محمد ﷺ کا اصلی چہرہ اللہ سمجھ عطا فرمائے۔

پھر جب ان سے کہا جائے جناب حضرت عمر نے تین طلاقوں کو نافذ فرمایا۔ تو فوراً کہتے ہیں جناب یہ ان کا تفرد ہے لھذا حجت نہیں ھے ملاحظہ ہو (فتاویٰ سلفیہ ص108)

لیکن مولوی شرف الدین نے کہا کہ تین طلاقوں کو ایک کہنا یہ ابن تیمیہ کا تفرد ہے مگر

یا لوگوں نے اسکو محدثین کا مذہب ظاہر کر کے اپنا راستہ سیدھا کر لیا مگر مانا پھر بھی ابن تیمیہ کا تفرد جناب یہ فرمائیں حضرت عمر کا تفرد تو آپ کے لیئے حجت نہیں ابن تیمیہ کا کیوں کر حجت ہے؟ ملاحظہ ہو (نواب صدیق حسن صاحب نے فرمایا کہ تین طلاقوں کو ایک کہنا ابن تیمیہ کا تفرد ہے)۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج2 ص219)

معلوم ہوا دال میں کچھ کالا کالا ہے بلکہ دال پوری ہی کالی ہے۔

پھر مزے کی بات یہ ہے کہ مولوی شرف الدین غیر مقلد نے لکھا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ عورتوں سے متعہ کرنا بھی آپ ﷺ اور حضرت صدیق اکبر کے دور میں جائز تھا حضرت عمر نے اس کو حرام قرار دیا پھر اسکا کیا جواب ہوگا۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج2 ص217)

جی جناب دیجئے جواب اگر طلاقِ ثلاثہ میں حضرت عمر کا فیصلہ قبول نہیں تو متعہ میں کیوں قبول ہے؟ یہ تو اللہ بہتر جانتا ہے شاید اس میں بھی غیر مقلدین کو حضرت عمر سے اختلاف ہو۔

لطیفہ۔ ایک شیعہ اپنے مولوی کے پاس گیا اور پوچھا کہ نماز ہاتھ باندھ کر پڑھوں یا چھوڑ کر مولوی نے کہا اھل سنت کیسے پڑھتے ہیں شیعہ نے کہا باندھ کر مولوی نے فوراً کہا تو پھر تم چھوڑ کر پڑھو۔

ان کا بھی یہی حال کہ مذہب خواہ ابن تیمیہ کا ہو یا محدثین کا انہوں نے حنفیہ کا خلاف کرنا ہے چاہے حنفیہ کا مسلک حق ہی کیوں نہ ہو۔

اعتراض: غیر مقلدین اس بات پر بھی سادے لوگوں کو بے وقوف بناتے ہیں کہ دیکھیں جی یہ کہتے ہیں کہ ہم تو امام اعظم کے مذہب پر فتویٰ دیتے ہیں مذہب تو صرف اسلام ہے لہذا انہوں نے کوئی نیا مذہب اختیار کر لیا ہے جو کہ اسلام نہیں۔

مثال کے طور پر ہم ایک عبارت مولوی ابو حذیفہ جاوید سلفی کی کتاب آئینہ توحید و سنت سے نقل کرتے ہیں کہ: مذاہب اربعہ و آئمہ اربعہ کا ثبوت نہ قرآن میں ہے نہ حدیث

میں نہ اس کی ضرورت تھی نہ اب ہے اور مذاہب اربعہ نبی ﷺ کے زمانہ میں بھی نہ تھے ایک دین کی بجائے چار بنانے کی کیا حاجت ہے دین تو مکمل ہو چکا تو پھر مذاہب اربعہ کو قائم کرنے کی کیا ضرورت ہے ہمارا دین اسلام ہے ہم مسلمان ہیں پھر حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی کہلانے کی کیا ضرورت ہے۔ جس کو ہم نے اپنے اوپر لازم کر لیا اگر کسی کے ساتھ نسبت کرنا ہی ہے تو وہ نسبت ایک ہی ہے۔ جس کی طرف ہم دعوت دیتے ہیں کہ تم سب محمدی بن جاؤ تو تمہیں کسی اور نسبت کی ضرورت ہی نہیں رہے گی۔

(آئینہ توحید و سنت صفحہ نمبر 87)

جواب: یہ بھی ایک مغالطہ اور جہالت ہے یا پھر جان بوجھ کر عوام کو پریشان کرنے کے لیے یہ بات بتائی جاتی ہے ورنہ دین کے بارے میں ذرا سی معلومات رکھنے والا آدمی بھی یہ جانتا ہے کہ جب محدثین کے متعلق یا فقہاء اسلام کے متعلق یہ لفظ بولا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ فلاں محدث یا مجتہد کی اس مسئلہ میں یہ رائے ہے جیسا کہ امام شرف الدین نووی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ مسلم شریف کے محشی و مبوب (حاشیہ لکھنے والا اور ابواب کو ترتیب دینے والا) ہیں صحیح مسلم شریف کے مقدمہ میں انہوں نے جا بجا محدثین کی رائے بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

قلت و مذهب النسائی اسی صفحہ پر آگے لکھا ہے وهو مذهب الزهری. وهو مذهب البخاری. وهذا مذهب الفقها. (مقدمہ صحیح مسلم شریف ج1 ص15)

یعنی میں کہتا ہوں یہ نسائی کا مذہب ہے اور یہ زہری کا مذہب ہے اور یہ بخاری کا مذہب ہے اور یہ فقہاء کا مذہب ہے نیز فرماتے ہیں

ثم مذهب الشافعی ومذهب مالك و ابی حنیفه (مقدمہ صحیح مسلم ج1 ص17) یعنی (حدیث مرسل کے متعلق فقہاء اسلام کی آراء بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

پھر یہ شافعی کا مذہب ہے اور امام مالک اور امام ابو حنیفہ کا مذہب ہے

جی جناب عالی! اب امام نوویؒ پر کیا فتویٰ ہے کہ جنہوں نے بخاری کا مذہب الگ نسائیؒ کا الگ شافعیؒ کا امام مالکؒ اور امام ابو حنیفہؒ کا بھی الگ مذہب بتایا ہے۔ کیا واقعی ان سب اماموں کا کسی اور مذہب سے تعلق ہے یا مذہب اسلام سے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر فتووں کا انعام صرف اہلسنت کے لیے کیوں ہے۔ مولوی صاحب لوگوں کو حق بات بتائیں کہ اگر محدثین کے درمیان یا فقہاء اسلام کے درمیان ایسا لفظ بولا جائے تو اس سے مراد اس امام کی رائے اور مسلک ہوتا ہے نہ کا اسلام سے الگ کوئی مذہب۔

اس بات پر تھے متفق مجھ سے عناد تھا
یاروں کی بات بات میں ورنہ تضاد تھا
سب کی الگ زبان تھی لہجے الگ الگ
اتنا مخالفت میں مگر اتحاد تھا

اگر نہیں یقین آتا تو اپنے امام ابن تیمیہ کا فتاویٰ ابن تیمیہ ہی دیکھ لیں انہوں نے کتاب الصلوۃ میں صحابہ اور ائمہ اسلام کے مذاہب بیان کیے ہیں ملاحظہ ہو۔

ابن تیمیہ سے سوال ہوا کہ نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض پڑھنے والے کی نماز ہو جاتی ہے تو انہوں نے لکھا؛

یجوز ذلك فی اظهر قول العلماء وهو مذهب الشافعی و احمد فی الروایتین عنه. (فتاویٰ ابن تیمیہ ج14 ص168)

تبصرہ: جی جناب ابن تیمیہ نے فرمایا کہ علماء کے ظاہر قول کے مطابق اور یہی امام شافعیؒ اور امام احمدؒ سے ایک روایت میں آیا ہے جناب اگر پڑھنے کی تھوڑی سی عادت بنالیں تو فتاویٰ تیمیہ کی کتاب الصلوۃ اس مسئلہ سے بھری پڑی ہے جہاں سے آپ کی

خوب تسلی ہو جائے گی اور اگر اپنی پرانی روش کے مطابق عوام کی غلط رہنمائی کرنی ہے تو پھر آپ کی مرضی ہے جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے جاتے جاتے مولوی شرف الدین صاحب کی بھی سنتے جایئے جنہوں نے مسئلہ طلاق کے ثلاثہ کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: حالانکہ یہ فتویٰ یا مذہب آٹھویں صدی ہجری میں وجود میں آیا ہے۔

(فتاویٰ ثنائیہ ج2 ص220)

یہ گواہی آپ کے متاخرین علماء کی ہے جس کی تفصیل اوپر طلاق ثلاثہ کے مسئلہ میں مذکور ہو چکی بتانا یہ مقصد ہے کہ جب بھی یہ لفظ بولا جائے گا اس سے مراد اس آدمی کی رائے یا مسلک ہوتا ہے

شکر خدا میان من و او صلح افتاد — حوریاں رقص کناں سجدہ شکر زدند

جبری طلاق ہوتی ہے یا نہیں؟

غیر مقلدین کے اس کے متعلق بھی دو نظریات ہیں

اول: طلاق ہو جاتی ہے۔ شرفیہ کے عنوان سے مولوی شرف الدین فرماتے ہیں:

لا اکراہ فی الدین الایۃ۔ اس آیت سے استدلال صحیح نہیں اس لیے کہ اس کے آگے ہے **قد تبین الرشد من الغی** اکراہ کی ضرورت نہیں دلائل صحیحہ و براہین قاطعہ کافی ہیں اور اگر خبر بمعنیٰ انشا بھی ہو تو بھی نہی عن الشی اس کے عدم کو مستلزم نہیں قتل مسلم معصوم و زنا ممنوع ہیں مگر کرنے سے جرم ثابت ہو جاتا ہے اگر کوئی کسی مسلم سے بجبر و اکرہ کسی مسلم معصوم کو قتل کرائے ایک بھی نہیں بلکہ صدہا کو ایسے بار بار زنا کرائے یا مسلمانوں کے اموال لٹوائے تو سلف صالحین سے بلکہ تمام ہی ائمہ محدثین و فقہاء سے کوئی بھی اس کا قائل ثابت نہیں ہوا کہ اکراہ میں اختیار باقی رہتا ہے جب اختیار باقی رہتا ہے تو امور طلاق وغیرہ بھی واقع ہو جائیں گے۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم ص300)

دوم: طلاق نہیں ہوتی۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری اس کے متعلق سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں جبر یہ طلاق جائز نہیں **لااکراہ فی الدین** لیکن جبر کا ثبوت ہونا چاہئے (فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم ص300)

زانیہ کے ساتھ نکاح جائز ہے یا نہیں

اس میں بھی غیر مقلدین کے دو نظریے ہیں

اول: جائز ہے مولانا شرف الدین شرفیہ کے ٹائٹل کے تحت لکھتے ہیں کہ اس کی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ ہے کہ خود زانی سے نکاح ہو دوسری یہ کہ غیر زانی سے صورت ثانیہ میں علت منع ان یسقی ماءہ زرع غیرہ پائی جاتی ہے اولیٰ سے نہیں پس صورت اولیٰ میں جواز ہوسکتا ہے ثانیہ میں نہیں۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم ص174)

دوم: ناجائز ہے مولانا ثناء اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ فدوی کی ناقص تحقیق میں قبل وضع حمل نکاح صحیح نہیں خواہ حمل اسی ناکح کا ہو یا غیر کا۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم ص177)

قبر کے سرہانے پتھر لکھ کے لگانا

غیر مقلدین کے اس میں بھی دو نظر۔یے ہیں۔

اول: یہ کہ جائز ہے۔ ملاحظہ فرمائیں

مولوی ثناء اللہ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتا ہے

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک پتھر ایک صحابی کی قبر پر رکھ کر فرمایا تھا کہ اس لیے رکھتا ہوں یہ قبر پہنچان لیا کروں۔ پتھر پر نام میت لکھوا کر سرہانے کی طرف کھڑا کر دیا جائے تو میرے خیال میں منع نہیں مدینہ شریف کے قبرستان میں آج تک بھی امام مالکؒ کی قبر پر اسی طرح کا ایک پتھر یا لکڑی کی تختی کھڑی ہے۔

(فتاویٰ ثنائیہ ج2 ص30)

دوم: یہ کہ ناجائز ہے ملاحظہ فرمائیں

تعاقب کے عنوان کے تحت مولوی عبدالطیف لکھتا ہے کہ

ترمذی کی حدیث میں ہے **نھی رسول ﷺ ان تجصص القبور و ان یکتب علیھا** پس مطلق قبر پر لکھنا نام ہو یا سنہ ہو سب منع ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج2 ص31)

تبصرہ: یہ ہے امت کو اتحاد کا جھانسہ دینے والوں کا اندرونی اتحاد۔

قبرستان میں جوتا پہن کے جانا جائز ہے یا نہیں

غیر مقلدین کے اس مسئلہ میں بھی دو نظریات ہیں

اول: جائز ہے۔

مولوی ثناء اللہ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتا ہے

جوتا کھڑاؤں پہن کر چلنا جائز ہے (فتاویٰ ثنائیہ ج2 ص49)

دوم: ناجائز ہے۔

تشریح کے عنوان سے مولوی شرف الدین فرماتے ہیں قبرستان میں جوتی پہن کر چلنا درست نہیں ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج2 ص49)

تبصرہ: یہاں بھی اختلاف واضح ہے۔

ذبیحہ پر تسمیہ بھول جانے کا حکم

غیر مقلدین کے اس کے متعلق بھی دو نظریات ہیں

اول: اس کے متعلق مولوی ثناء اللہ سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

بسم اللہ بھول جائے تو معاف ہے (فتاویٰ ثنائیہ ج2 ص89)

دوم: تشریح کے عنوان سے مولوی شرف الدین فرماتے ہیں قولہ مسلم بسم اللہ بھول جائے الخ۔ حرام ہے (فتاویٰ ثنائیہ ج2 ص89)

تبصرہ: یہاں سے بھی اتحاد واضح ہے۔

داڑھی والا (بالغ) عورت کا دودھ پی سکتا ہے یا نہیں

اس مسئلہ میں بھی غیر مقلدین کے دونظریے ہیں

اول: جائز ہے

غیر مقلدین کے امام و مجتہد محمد بن علی شوقانی فرماتے ہیں۔ بڑی عمر کے لڑکے کو دودھ پلانا بھی جائز ہے تا کہ کسی عورت کے لیئے درست ہو سکے خواہ وہ داڑھی والا ہی کیوں نہ ہو (الدرر البھیہ ص 26)

دوم: ناجائز ہے

مولانا شرف الدین صاحب نے شرفیہ کی سرخی کے تحت لکھا ہے۔ بہر حال اب واقعہ سہلہ پر عمل نہیں اور شیر زن (عورت کا دودھ) مرد کبیر کو جائز نہیں حرام ہے

(فتاوی ثنائیہ جلد دوم ص 313)

کیکڑا حلال ہے یا حرام

اس میں بھی غیر مقلدین کے دونظریے ہیں

اول: حلال ہے

مولانا ثناء اللہ صاحب سرطان (کیکڑا) کی حرمت مجھے کسی آیت یا حدیث میں یاد نہیں اس لیئے بحکم ذرونی ما ترکتکم حلال ہے۔ (فتاوی ثنائیہ جلد دوم ص 109)

دوم: حرام ہے

مولانا سیف بنارسی تعاقب کے ٹائٹل کے تحت فرماتے ہیں یعنی حلت صید بحر سے مستثنی کیئے گئے ہیں (گھڑیال اور قرش عظیم الجثہ بحری شکاری جانور) اور آبی اژدہے اور بچھو اور کیکڑے اور کچھوے بوجہ خبیث ہونے کے اور اس نقصان کے جوان

کے زہر سے عاقل کو لاحق ہوتا ہے اور گھونگھے کے اصل انکی سرطان ہی ہے کیونکہ دونوں صدف سے پیدا ہوتے ہیں پس اگر ایسا ہی ہے تو گھونگھے بھی مثل کیکڑوں کے حرام ہوں گے۔ (فتاوی ثنائیہ جلد دوم ص 110)

زمین گروی کے بارے

اس میں بھی غیر مقلدین کے دونظریے ہیں۔

اول: جائز ہے

مولوی ثناء اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ

زمین کو گروی یا اجارہ کے طریق پر لینا جس میں مالک کو بھی حصہ دیا جائے جائز ہے انحضرت ﷺ کے زمانے میں ایسا ہوا بعض حدیثوں میں جو اجارہ پر زمین دینے سے ممانعت آئی ہے اس سے مراد بالکلیہ ممنوع یا حرام نہیں بلکہ یہ مطلب ہے کہ کسی غریب مسلمان کو استعمال کیلئے زمین مفت دے دے تو افضل ہے (فتاوی ثنائیہ جلد دوم ص 426)

دوم: ناجائز ہے

شرفیہ کے تحت مولانا شرف الدین صاحب فرماتے ہیں اجارہ کا جواب صحیح ہے گروی کا نہیں اس میں اجمال ہے اور شبہ حرمت۔ لہذا ممنوع ہے

(فتاوی ثنائیہ جلد دوم ص 426)

ثمر (پھل) کچا بیچنا جائز ہے یا نہیں

اس میں بھی غیر مقلدین کے دونظریے ہیں۔

اول: جائز ہے

مولوی ثناء اللہ صاحب فرماتے ہیں جس حدیث میں ثمر پختہ ہو جانے سے پہلے بیع کرنا منع آیا ہے امام بخاری نے اس کو مشورہ قرار دیا ہے میں بھی اس سے تجاوز نہیں

کر سکتا۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم ص 437)

دوم: ناجائز ہے

مولوی شرف الدین شرفیہ کے تحت رقمطراز ہیں کہ

امام بخاری نے اس کو مشورہ قرار نہیں دیا (فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم ص 437)

تبصرہ: جی ناظرین اس مسئلہ کو غور سے پڑھ کر بتائیں کہ دونوں مولویوں میں سے کون جھوٹا ہے اور کون سچا؟ جبکہ دعویٰ دونوں کا قرآن وحدیث ماننے کا ہے اب تضاد قرآن وحدیث میں تو ہو نہیں سکتا تو پھر نتیجہ واضح ہے ہم بھی بس یہی کہتے ہیں کہ صرف قرآن و حدیث کو ماننے کا انکا دعویٰ باطل ہے

شکر خدامیاں من و او صلح افتاد　　حوریاں رقص کناں سجدہ شکر زند

(فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم ص 437)

تاڑی (ایک قسم کا شیرہ) حلال ہے یا حرام؟

اس میں بھی غیر مقلدین کے دو نظریے ہیں۔

اول: حلال ہے

مولوی ثناءاللہ صاحب فرماتے ہیں کہ

تاڑ کے اس رس میں صبح کے وقت نشہ نہیں ہوتا اس لیئے پینا جائز ہے۔ جس وقت نشہ آور ہو جاوے تو بحکم کل مسکر حرام تو اس کا پینا ناجائز ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم ص 432)

دوم: حرام ہے

جب ماسٹر قطب الدین نے تعاقب کیا تو مولوی ثناءاللہ نے کہا ہم نے تو سوبہ بہار میں خود دریافت کیا تو یہ ہی بتایا گیا کہ صبح سویرے تاڑی نشہ آور نہیں ہوتی اب جو آپ نے اس کی بابت لکھا ہے تو صحیح فتویٰ یہی ہوگا کہ تاڑی ہر حال میں حرام ہے۔

(فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم ص 433)

تبصرہ: دیکھا جناب یہ ہیں قرآن وحدیث پہ عمل کا دعویٰ کر کے لوگوں کو فقہ کے خلاف کرنے والے اور سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہی کی وادیوں میں دھکیلنے والے پہلے مولوی صاحب نے اور فتویٰ دیا تعاقب کیا گیا تو بالکل ٹون ہی چینج ہوگئی اب سوال یہ ہے کہ اگر پہلا فتویٰ قرآن وحدیث تھا تو دوسرا کیا ہے یا دوسرا قرآن وحدیث تھا تو پہلا کیا ہے میرا مشورہ اہل حدیث لوگوں کو یہ ہے کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور کے فارمولا پر عمل نہ کریں بلکہ سادے لوگوں کو سیدھی راہ بتائیں اور اہل سنت میں شامل ہو کر جنت میں جگہ بنائیں

من نہ گویم ایں کن و آں مکن　　مصلحت بیں و کار آساں کن

میراث کے متعلق فتویٰ میں اختلاف

اس میں بھی غیر مقلدین کے دو نظریے ہیں۔

اول: ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مولوی ثناءاللہ نے فرمایا سارے مال سے خاوند کا حصہ چوتھائی ہے اور باقی شیر خوار لڑکے کا بعد انتقال کرنے لڑکے کے اس کا وارث اس کا باپ ہوگا (فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم ص 494)

دوم: مولوی احمد الفاروقی نے تعاقب کیا پھر اس تعاقب کی تصحیح کی گئی فرماتے ہیں کہ تعاقب صحیح ہے مرحومہ کے والدین بھی چھٹے چھٹے حصہ کے حقدار ہیں بلکہ مرنے سے شیر خوار کے حصہ سے اس کی نانی بھی حصہ کی وارث ہے۔

(فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم ص 494)

ظہر اور عصر کی نماز جمع کرنا کیسا ہے

اس میں بھی غیر مقلدین کے دو نظریے ہیں۔

اول: ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مولوی ثناءاللہ نے فرمایا۔

واقعی اگر وقت عصر نہیں ملتا ظہر کے ساتھ جمع کر لیا کریں صحیح بخاری میں ملتا ہے انحضرت ﷺ نے ظہر وعصر، مغرب وعشاء جمع کی تھیں (فتاویٰ ثنائیہ جلد اول ص 613)

دوم: مولوی شرف الدین شرفیہ کے تحت رقمطراز ہیں کہ۔

حوالہ صحیح ہے مگر استدلال صحیح نہیں اس لئے کہ صحیح بخاری کی یہ حدیث مجمل و مختصر ہے اس سے وہ بظاہر جمع حقیقی معلوم ہوتی ہے حالانکہ یہ جمع صوری ہے اور صوری بھی جمع تقدیم نہیں جمع تاخیر ہے (فتاویٰ ثنائیہ جلد اول ص 613)

پائجامہ ٹخنوں سے نیچے ہو تو وضو نماز کا حکم

اس میں بھی غیر مقلدین کے دو نظریے ہیں۔

اول: ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مولوی ثناء اللہ نے فرمایا۔

ٹخنے سے نیچے پائجامہ رکھنا منع ہے مگر نماز یا وضو باطل نہیں ہوتا (فتاویٰ ثنائیہ جلد اول ص 631)

دوم: تعاقب کے عنوان کے تحت لکھا ہے کہ

حدیث شریف سے جو کہ مشکوٰۃ شریف کے باب ستر میں ہے صاف واضح طور سے ثابت ہوتا ہے کہ ٹخنے کے نیچے پائجامہ رکھنے سے نماز اور وضو دونوں باطل ہو جاتے ہیں (فتاویٰ ثنائیہ جلد اول ص 631)

تبصرہ: جی جناب عوام کو کتنی الجھن میں ڈالنے والی بات ہے کہ ایک مولوی کے نزدیک نماز و وضو حالت مذکورہ میں باطل ہیں دوسرے کے نزدیک نہیں کیا ایسے لوگ دوسروں کو اختلاف کا طعنہ دے سکتے ہیں۔

جوان لڑکی کا نکاح نہ کرنے کا وبال کس پر؟

اس میں بھی غیر مقلدین کے دو نظریے ہیں۔

اول: ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مولوی ثناء اللہ نے فرمایا۔

حدیث شریف میں ہے کہ بالغہ لڑکی شادی نہ کرنے سے جو خرابی پیدا ہو اس کا وبال اسکے ولی پر ہے (فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم ص 311)

دوم: مولوی شرف الدین شرفیہ کے تحت رقمطراز ہیں کہ۔

مجھ کو اس بات کی دلیل معلوم نہیں مجیب کا سہو معلوم ہوتا ہے۔

(فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم ص 311)

تبصرہ: جی جناب اس مسئلہ پر ایک مولوی نے حدیث سنائی دوسرے نے فورا کہا کہ مجیب کا سہو ہے جب قدم قدم پر مجتہد بیٹھے ہوں تو مسائل کی حالت یہی بن جاتی ہے

بنے کیونکر کہ ہے سب کار الٹا
ہم الٹے بات الٹی یار الٹا

حاملہ عورت سے نکاح کرنا کیسا ہے؟

اس میں بھی غیر مقلدین کے دو نظریے ہیں۔

اول: ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مولوی ثناء اللہ نے فرمایا۔

صورت مرقومہ میں نکاح جائز ہے حمل کے ظاہر ہونے سے یا اس کے اسقاط سے نکاح فسخ نہیں ہوا (فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم ص 330)

دوم: مولوی شرف الدین شرفیہ کے تحت رقمطراز ہیں کہ۔

یہ عدت کے اندر نکاح کیا گیا جو ہرگز صحیح نہیں پس دوبارہ نکاح کرنا لازم ہے۔

(فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم ص 330)

تبصرہ: دیکھا جناب غیر مقلدین کے مجتہد صاحب کو قرآن کی آیت بھی یاد نہ آئی اور قرآن کے خلاف فتوئ دیدیا جسکی گرفت بھی انہی کے گھر سے ہوئی کیا اب بھی یہ لوگ یہ بات کہنے کا حق رکھتے ہیں کہ ہم صرف قرآن وحدیث مانتے ہیں لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

بیمار آدمی روضہ کا کفارہ ادا کرے یا نہیں

اس میں بھی غیر مقلدین کے دونظریے ہیں۔

اول: ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مولوی ثناء اللہ نے فرمایا۔

لڑکا اگر بیماری ہی میں مرگیا ہے تو روزے معاف ہیں اگر اچھا ہوکر اس نے روزے نہیں رکھے تو فی روزہ ایک مسکین کو کھانا کھلاویں (فتاویٰ ثنائیہ جلد اول ص655)

دوم: مولوی شرف الدین شرفیہ کے تحت رقمطراز ہیں کہ۔

یہ صحیح نہیں بات صحت روزے ہی رکھنے ہوں گے اور قبل صحت مرجائے تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھے (فتاویٰ ثنائیہ جلد اول ص656)

ابتدائی مومنہ عورت کا نکاح جائز ہے یا نہیں

اس میں بھی غیر مقلدین کے دونظریے ہیں۔

اول: ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مولوی ثناء اللہ نے فرمایا۔

عورت مذکورہ اگر کلمہ شریف پڑھ لیتی ہے تو یومن میں آگئی دل کا حال خدا جانے لہٰذا اس کا نکاح جائز ہے۔(فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم ص320)

دوم: مولوی شرف الدین شرفیہ کے تحت رقمطراز ہیں کہ

یہ صحیح نہیں تاوقتیکہ عقائد اسلامیہ کو سمجھ کر تسلیم نہ کرے۔(فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم ص320)

تبصرہ: یہ ہیں اتحادیوں کے اتحاد کی مثالیں اب ہم یہی کہہ سکتے ہیں

برباد گلستاں کرنے کو بس ایک ہی الو کافی تھا
ہر شاخ پہ الو بیٹھا ہے انجام گلستاں کیا ہوگا

مفقود الخبر خاوند کی بیوی کے نکاح کا حکم

اس میں بھی غیر مقلدین کے دونظریے ہیں۔

اول: ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مولوی ثناء اللہ نے فرمایا۔

جو شخص عرصہ چار سال تک لاپتہ رہے اسکی عورت فتویٰ عدت وفات گزار کر نکاح کرسکتی ہے صورت مرقومہ میں لاپتہ ہونے کے ماسوا نان ونفقہ کی تنگی بھی فسخ کی وجہ ہوسکتی ہے

(فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم ص341)

دوم: مولوی شرف الدین شرفیہ کے تحت رقمطراز ہیں کہ

یہ جواب صحیح نہیں۔(فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم ص341)

درود شریف پڑھنا جائز یا واجب

اس میں بھی غیر مقلدین کے دونظریے ہیں۔

اول: جائز ہے

ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مولوی ثناء اللہ نے فرمایا۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب میرا نام (آنحضرت ﷺ) سنو تو درود پڑھو اس حدیث پر تعمیل کرنے کو درود پڑھے تو جائز بلکہ کار ثواب ہے (فتاویٰ ثنائیہ جلد اول ص219)

دوم: واجب ہے

مولوی شرف الدین شرفیہ کے تحت رقمطراز ہیں کہ۔

رسول اللہ ﷺ کے نام نامی واسم گرامی کا جب ذکر ہو تو درود پڑھنا صرف جائز ہی نہیں بلکہ واجب ہے (فتاویٰ ثنائیہ جلد اول ص219)

بسم اللہ جہری یا سری پڑھنا

اس میں بھی غیر مقلدین کے دونظریے ہیں۔

اول: ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مولوی ثناء اللہ نے فرمایا۔

میرا دونوں پر عمل ہے جہر قوی ہے واللہ اعلم صحیح مسلم میں روایات جہر بکثرت ہیں۔

(فتاوی ثنائیہ جلد اول ص575)

دوم: مولوی شرف الدین شرفیہ کے تحت رقمطراز ہیں کہ۔

اس میں غلطی سے معاملہ برعکس ہوگیا ہے صحیح مسلم شریف میں جہر کی نہیں بلکہ عدم جہر کی روایات ہیں اور جس میں جہر ہے وہ نماز میں نہیں ہے سورۃ کوثر کے نزول کے وقت آپ ﷺ نے بسم اللہ پڑھی تھی اس میں راز کا ذکر نہیں ہے اور عدم کی روایت انس سے ؓ ہے۔ (فتاوی ثنائیہ جلد اول ص575)

تبصرہ: جی قارئین پہلے مولوی نے کتنے پکے منہ سے جھوٹ بولا کہ مسلم شریف میں جہر کی روایات ہیں اور دوسرے مولوی نے فورا پکڑلیا اور مولوی صاحب کے علم کا بھانڈا پھوڑ دیا اللہ کی شان ہے اب یہ لوگ بھی فقہ کو اختلاف کا باعث بتاتے ہیں

خودنہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے

صلوۃ تسبیح والی حدیث کیسی ہے

اس میں بھی غیر مقلدین کے دونظریے ہیں۔

اول: صحیح نہیں ہے

ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مولوی ثناء اللہ نے فرمایا۔

صلوۃ تسبیح کا ثبوت کسی صحیح حدیث سے نہیں اور دوگانہ مسجد کا ثبوت صحیح روایت سے ہے یہاں تک کہ خطبہ کی حالت میں بھی پڑھ لینے کا حکم ہے۔ (فتاوی ثنائیہ جلد اول ص589)

دوم: یہ حدیث صحیح ہے

مولوی شرف الدین شرفیہ کے تحت رقمطراز ہیں کہ۔

صلوۃ تسبیح کی حدیث سنن ابوداؤد اور ابن ماجہ اور طبرانی اور صحیح ابن خزیمہ اور مستدرک حاکم میں مختلف طرق والفاظ سے مروی ہے اور ابن خزیمہ اور حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے اور بعض محدثین نے بھی اس کی تصحیح کی ہے جس کی تفصیل الترغیب و الترھیب منزری میں لکھا ہے کہ محدثین کی ایک جماعت نے اسکی تصحیح کی ہے پس عدم صحت کا حکم ثابر نہیں ہے (فتاوی ثنائیہ جلد اول ص590)

تبصرہ: جی ناظرین یہ ہے غیر مقلدین کے علم کی حالت کہ شیخ الاسلام کو صحیح حدیث کا پتہ ہی نہیں میں حیران ہوں جن لوگوں کا علمی معیار یہ ہو وہ دوسروں کو غلط کہنے کا کیا حق رکھتے ہیں اللہ سمجھ عطا فرمائے

ننگے سر نماز پڑھنا کیسا ہے

اس میں بھی غیر مقلدین کے دونظریے ہیں۔

اول: جائز ہے

ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مولوی ثناء اللہ لکھتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ کی ایک حدیث لکھی جو کہ بخاری کی ہے اسک ترجمہ یہ ہے انخضرت ﷺ نے فرمایا جو کوئی ایک کپڑے مین نماز پڑھے ستر عورت ڈھانپ کر باقی ادھر اُدھر کندھوں پر ڈال لے اس حکم میں سر ڈھانپنے کا حکم نہیں لہذا ثابت ہوا کہ ننگے سر نماز جائز ہے۔ (فتاوی ثنائیہ جلد اول ص590)

دوم: یہ خلاف سنت ہے۔

ہے مولوی شرف الدین شرفیہ کے تحت رقمطراز ہیں کہ۔

ستر سر مرد کو واجب نہ سہی مگر بحکم خذو ازینتکم عند کل مسجد الایۃ۔ اور رسول اللہ ﷺ کا سر پر عمامہ رکھنے سے عمامہ سنت ہے اور ہمیشہ ننگے سر کو نماز کا شعار بھی ایجاد بندہ ہے اور خلاف سنت ہے جنین کا حکم اور ہے اور شعار کا اور پس اول جائز، ثانی ایجاد۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد اول ص590)

تبصرہ: یہ بھی غیر مقلدیت کے اتحاد کی ایک مثال ہے

جمع تاخیر جائز یا ناجائز؟

اس میں بھی غیر مقلدین کے دو نظریے ہیں۔

اول: ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مولوی ثناء اللہ لکھتے ہیں۔

کرسکتا ہے مگر خطرہ ہے کہ **لاتلھکم اموالکم ولا اولادکم عن ذکر اللہ و من یفعل ذالک فاولئك ھم الخاسرون۔** کے تحت میں نہ آجائے۔

(فتاویٰ ثنائیہ جلد اول ص601)

دوم: مولوی شرف الدین لکھتا ہے کہ

صورۃ مذکورہ میں ہرگز جائز نہیں اس لئے فرمان باری تعالیٰ **ان الصلوٰۃ کانت علی المومنین کتابا موقوتا الایۃ** ہر نماز کا وقت معین ہے ہاں جہاں اور جس صورت میں رسول للہ ﷺ سے کچھ ثابت ہو وہاں جمع جائز ہے اس کے سوا جائز نہیں اور سفر میں بیشک جمع حقیقی ثابت ہے اور وہ کسر میں جمع صوری اور بسا گر یہ ہے تو جائز ورنہ باطل۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد اول ص601)

مس ذکر سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں

اس میں بھی غیر مقلدین کے دو نظریے ہیں۔

اول: ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مولوی ثناء اللہ لکھتے ہیں کہ۔

بغیر کپڑے کے ہاتھ لگے تو احتیاطا وضو کرے یہ مذہب ارجح ہے۔

(فتاویٰ ثنائیہ جلد اول ص610)

دوم: مولوی شرف الدین لکھتا ہے کہ

مس ذکر سے وضو ٹوٹ جاتا ہے لہٰذا وضو کرنا فرض ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد اول ص610)

عشر کے متعلق

اس میں بھی غیر مقلدین کے دو نظریے ہیں۔

اول: ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مولوی ثناء اللہ لکھتے ہیں کہ۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے جو چیز بھی زمین سے پیدا ہوئی ہو اس میں سے زکوٰۃ دینی چاہیے عشر اور نصف عشر کا حساب الگ ہے ہندوستان میں بارانی زمینوں پر بھی سرکاری لگان ہے جو واجب الادا ہے اس لئے بارانی زمینوں کی پیداوار سے نصف عشر ادا کر دے تو جائز ہے عشر دیا کرے تو بہت ہی اچھا ہے (فتاویٰ ثنائیہ جلد اول ص725)

دوم: مولوی شرف الدین لکھتا ہے کہ

یہ صحیح نہیں اس لئے کہ عہد نبوی اور عہد خلافت راشدہ میں بھی زمین کا محصول یا معاملہ تھا اور اس کے محصول کے باعث پیداوار پر نصف عشر ثابت نہیں یہ تقسیم عشر یا نصف عشر کی زمین چاہی یا نضح پر ہے محصول پر نہیں (فتاویٰ ثنائیہ جلد اول ص725)

کیا مشرکین زکوٰۃ لے سکتے ہیں؟

اس میں بھی غیر مقلدین کے دو نظریے ہیں۔

اول: ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مولوی ثناء اللہ لکھتے ہیں کہ۔

صدقات وخیرات صفت ربوبیت کے ماتحت ہیں جس کا اثر عالمین پر پہنچتا ہے اس لئے اس میں ایمان کی شرط نہیں جیسی رب العالمین میں نہیں ومن کفر

فامتعه قلیلا (فتاویٰ ثنائیہ جلد اول ص 747)

دوم: مولوی شرف الدین لکھتا ہے کہ

زکوٰۃ کا مال کفار و مشرکین کو دینا جائز نہیں (فتاویٰ ثنائیہ جلد اول ص 747)

تبصرہ: آفرین ہے غیر مقلدین پر جو بچارے ان مولویوں کو مانتے ہیں۔

کیا حج بدل کر سکتا ہے

اس میں بھی غیر مقلدین کے دو نظریے ہیں۔

اول: ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مولوی ثناء اللہ لکھتے ہیں کہ۔

معذور اپنی طرف سے حج بدل کسی اور کو کرا سکتا ہے مگر حج بدل کو جانے والا اپنا حج فریضہ ادا کر چکا ہو (فتاویٰ ثنائیہ جلد اول ص 794)

دوم: مولوی شرف الدین لکھتا ہے کہ

ذیابیطس حج سے مانع نہیں جیسے نماز سے مانع نہیں لہذا خود ہی حج کرے جیسے نماز خود پڑھتا ہے وہ مثل استحاضہ کے معذور ہے (فتاویٰ ثنائیہ جلد اول ص 794)

تبصرہ: ناظرین یہ لوگ ہیں فقہ اسلامی کو فتنہ کا باعث بتانے والے کہ اختلاف کی بنیاد فقہ اسلامی ہے مگر جن بے چاروں کے گھر میں اتنا اختلاف ہو ایک ہی کتاب کے ایک ہی صفحہ پر دو مولوی دو بولیاں بولیں تو فقہ اسلامی کو فتنہ کا باعث کہتے ہوئے شرم آنی چاہیے۔

سود کھانا کیسا ہے؟

اس میں بھی غیر مقلدین کے دو نظریے ہیں۔

اوّل: ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مولوی ثناء اللہ لکھتے ہیں کہ۔

جن کے نزدیک ڈاکخانہ کا منافع جائز ہو وہ اسے کھانا جائز جانتے ہیں مفتی دیوبند اور جمعیت العلماء جائز کہتے ہیں جن کے نزدیک حرام ہے وہ اس کا کھانا بھی جائز نہیں

جانتے۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم ص 117)

دوم: مولوی شرف الدین لکھتا ہے کہ

ڈاکخانہ اور سرکاری بنک میں روپیہ جمع کرنا اور اس کا سود لینا جائز نہیں اس لئے کہ وہ لوگ اس روپیہ کو سود پر چلاتے ہیں جو قطعی حرام ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم ص 117)

گائے کا عقیقہ کرنا کیسا ہے؟

اس میں بھی غیر مقلدین کے دو نظریے ہیں۔

اول: ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مولوی ثناء اللہ لکھتے ہیں کہ

گائے کا عقیقہ کرنا کسی حدیث میں مجھے یاد نہیں پھر شرکت تو اور بھی قابل ثبوت ہے قربانی میں گائے لگتی ہے مگر عقیقہ کا حکم خاص ہے جس کی بابت فرمایا **عن الغلام شاتان** لڑکے سے دو بکریاں ذبح کی جائیں (فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم ص 130)

دوم: مولوی ابوالقاسم بنارسی تعاقب کے ٹائٹل کے تحت لکھتا ہے کہ بقر و ماجزائے بقر عقیقہ میں آپ کو تردد ہے لہذا ثبوت پیش خدمت ہے پھر آگے انہوں نے اس کے ثبوت میں احادیث پیش کیں جس کو مولوی ثناء اللہ نے تسلیم کیا (فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم ص 131)

تبصرہ: دیکھا جی غیور مقلدین کے علم کا جلال بے چاروں کو حدیث کا پتہ ہی نہیں اگر نہیں معلوم تو بہتر یہ تھا کہ یہ مولوی معزرت کر لیتا مگر اپنے اجتہاد کی دکان چمکانے کے لئے حدیث کا انکار کر گیا اگر یہی غیر مقلدیت ہے تو اللہ کی ذات مسلمانوں کو اس سے اپنی پناہ میں رکھے۔

کیا تکبیر پڑھ کر گولی چلانے سے جانور حلال ہو جاتا ہے؟

اس میں بھی غیر مقلدین کے دو نظریے ہیں۔

اول: ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مولوی ثناء اللہ لکھتے ہیں کہ

جو علماء بندوق کو تیر کے حکم میں سمجھتے ہیں ان کے نزدیک شکار بندوق حلال ہے خاکسار کا بھی یہی خیال ہے اگر تکبیر پڑھ کر گولی چلائی جائے اور جانور قبل از ذبح مرجائے تو حلال ہے احادیث صحیحہ سے یہی ثابت ہے (فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم ص 132)

دوم: مولوی شرف الدین لکھتا ہے کہ

بندوق کی گولی سے جو جانور مرے وہ موقوذہ ہے لہذا حرام ہے اس لئے کہ تیر کا پھل اپنے دھار سے چیرتا ہے اور گولی اپنی زور آتش سے اگر پار بھی نکلے تو وہ دھار سے نہیں زور سے مثل حجر صغیر کے ہے جو بعض اصغر جانور کے بعض اوقات پار ہو جاتی ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم ص 132)

تبصرہ: جی ناظرین اوپر والے مولوی نے کیسے پولے منہ سے غلط جواب دیا اور پھر کہا کہ احادیث صحیحہ سے یہی ثابت ہے اب مولوی ثناء اللہ کی روحانی اولاد سے یہ گزارش ہے کہ حضرت کی قبر پر مراقبہ کر کے ان احادیث صحیحہ کا حوالہ ہی لے دیں جن میں گولی مار کر حضور ﷺ نے یا کسی صحابی نے یا تابعی نے جانور کو حلال کیا ہو مگر اصل بات یہ ہے کہ۔

ان عقل کے اندھوں کو الٹا نظر آتا ہے
مجنوں نظر آتی ہے لیلیٰ نظر آتا ہے

ایک لڑکی کا نامرد سے نکاح ہوا فسخ کی صورت کیا ہوگی؟

اس میں بھی غیر مقلدین کے دو نظریے ہیں۔

اول: ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مولوی ثناء اللہ لکھتے ہیں کہ

نکاح سے غرض فریقین کی رفع ضرورت خاصہ ہے اس لئے فرمایا ولھن مثل الذی علیھن باالمعروف پس جو شخص نکاح کے قابل نہیں اگر ثابت ہو جائے کہ نکاح

سے قبل ہی قابل نہ تھا اس سے عقد نکاح صحیح نہیں کیوں کہ وہ اہل نہیں ایسے نکاح سے طلاق کی حاجت نہیں (فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم ص 212)

دوم: مولوی شرف الدین لکھتا ہے کہ

میں کہتا ہوں کہ قبل نکاح اس کا ناقابل ثابت ہونا کیسے معلوم ہو یہ صرف محض مدعی کے دعویٰ سے ہی ثابت نہ ہوگا بلکہ تحقیق تجربہ سے ثابت ہوگا۔

(فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم ص 212)

تبصرہ: مولوی ثناء اللہ نے جو جواب دیا تھا وہ اپنی جگہ مگر شرف الدین نے ایک نیا باب کھول دیا کہ اس کے نامرد ہونے کا تجربہ سے ثابت کیا جائے مولوی شرف الدین نے اگر یہ جواب لکھا تھا تو پھر ساتھ تجربہ کا طریقہ بھی لکھ دیتے تا کہ غیر مقلدین کا فائدہ ہو جاتا۔

نان ونفقہ کی وجہ سے طلاق

اس میں بھی غیر مقلدین کے دو نظریے ہیں۔

اول: ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مولوی ثناء اللہ لکھتے ہیں کہ

عورت اگر علیحدگی چاہے تو اس کو طلاق دیدے قرآن مجید میں ارشاد ہے لاتمسکوھن ضرارا عورتوں کو دکھ دینے کے لئے مت روک رکھا کرو۔

(فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم ص 322)

دوم: مولوی شرف الدین لکھتا ہے کہ

اقول اس آیت سے استدلال وجوب طلاق صحیح نہیں۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم ص 322)

تبصرہ: جی ناظرین ہم بھی اسی لئے کہتے ہیں کہ غیر مقلدیت صحیح نہیں اور غیر مجتہد پر تقلید استنباطی واجتہادی مسائل میں واجب ہے تا کہ اتنی سنگین غلطی نہ ہو کہ اپنے عقل کے بل

بوتے پر کسی کی طلاق ہو جائے اور کوئی ساری زندگی حرام کاری میں مصروف رہے۔

کافر سے مومنہ کا نکاح

اس میں بھی غیر مقلدین کے دو نظریے ہیں۔

اول: ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مولوی ثناء اللہ لکھتے ہیں کہ

اگر سوال کا واقعہ صحیح ہے تو ایسا شخص مرتد ہے اور اس سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔

(فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم ص326)

دوم: مولوی شرف الدین لکھتا ہے کہ

بلکہ صورت مذکورہ میں نکاح منعقد ہی نہیں ہوا اس لئے کافر سے مسلمہ کا نکاح صحیح نہیں شخص مذکورہ شروع ہی سے کافر ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم ص326)

تبصرہ: جی ناظرین مولوی ثناء اللہ اجتہاد کے نشہ میں ایسے دھت ہوا کہ سوال سمجھا ہی نہیں اور جواب دیدیا یا شاید مولوی صاحب کے نزدیک کافر اور مومنہ کا نکاح جائز ہو جو کہ قرآن کے خلاف ہے اور یہ ہی غیر مقلدیت کا اصل مقصد ہے

کفارہ ظہار کے متعلق

اس میں بھی غیر مقلدین کے دو نظریے ہیں۔

اول: ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مولوی ثناء اللہ لکھتے ہیں کہ۔

زید نے جو کہا نہ یہ قسم ہے نہ طلاق بلکہ ایک جاہلانہ کلام ہے اس لئے اس کا نکاح نہیں ٹوٹا۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم ص298)

دوم: مولوی شرف الدین لکھتا ہے کہ۔

میری تحقیق یہ ہے کہ یہ کلام باعتبار معنی ظہار کی صورت ہے لہٰذا کفارہ ظہار لازم ہے

(فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم ص298)

نکاح میں دف بجانا کیسا ہے؟

اس میں بھی غیر مقلدین کے دو نظریے ہیں۔

اول: ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مولوی ثناء اللہ لکھتے ہیں کہ۔

مسنون طریق نہیں ہے اگر اس کو مذہبی رسم سمجھتا ہے تو بدعت ہے ایسا نہیں سمجھتا تو لغو ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم ص287)

دوم: تعاقب کے عنوان کے تحت لکھا ہے کہ

اس کے متعلق عرض ہے ایک قولی حدیث میں نکاح میں دف بجانا مشروع بلکہ نکاح کا اعلان دف کے ذریعے سے مستحب معلوم ہوتا ہے (آگے کئی احادیث نقل کیں)

نوٹ: پھر مولوی ثناء اللہ نے مفتی کے ٹائٹل کے تحت لکھا کہ

فتویٰ میں سہو ہو گیا تھا (فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم ص287)

تبصرہ: جی ناظرین یہ ہے حالت مجتہد غیر مقلدین کی کہ پہلے فتویٰ دیدیا جب کسی نے پکڑ لیا تو سہو کا بہانہ بنالیا۔

اگر صغر سنی میں نکاح ہوا بالغ ہو کر فسخ کر سکتی ہے؟

اس میں بھی غیر مقلدین کے دو نظریے ہیں۔

اوّل: ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مولوی ثناء اللہ لکھتے ہیں کہ۔

ہندہ کو بعد بلوغت نکاح فسخ کرانے کا اختیار رہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم ص197)

دوم: مولوی شرف الدین لکھتا ہے کہ۔

یہ مسئلہ بھی ہمارے اصحاب میں رائج ہو گیا ہے مگر جس حدیث سے استدلال کرتے ہیں اس سے ثابت نہیں ہوتا۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم ص197)

تبصرہ: جی ناظرین نکاح اگرچہ فسخ نہیں ہوتا مگر نا جانے غیر مقلدین کے مجتہد کو ہندہ پہ

اتنا رحم کیوں آیا؟ اللہ ہی بہتر جانتا ہے

گر ہمیں ملاں و ایں مکتب   کار طفلاں تمام خواہد شد

قربانی کے جانور کی عمر

اس مسئلہ میں بھی غیر مقلدین کی دو آراء ہیں

اول: بکری ایک برس سے زیادہ ہو چنانچہ مولانا ثناء اللہ امرتسری اس کے متعلق جواب دیتے ہوئے کہتا ہے۔

بکری ایک برس سے زیادہ کی ہو تو جائز ہے دونوں دانت نکلے ہوئے ہوں تو بہتر ہے۔ (فتاوی ثنائیہ جلد اول ص 807)

دوم: درست نہیں۔ مولوی شرف الدین صاحب شرفیہ کے ٹائٹل سے لکھتے ہیں۔

صرف بہتر ہی نہیں بلکہ لازم و واجب ہے فقط شی سے لازم ثابت نہ کہ بہتر یہ سخت غلطی ہے الخ (فتاوی ثنائیہ جلد اول ص 807)

سوال؟

غیر مقلدین سادہ لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے اکثر اپنی تحریروں و تقریروں میں یہ کہتے ہیں کہ حرمین شریفین میں جو امام ہیں اور سعودی عرب والے لوگ ہمارے ہم مسلک ہیں۔

جواب: یہ بالکل غلط ہے کیونکہ اگر ان کا مسلک تم لوگوں جیسا ہوتا تو اتنا شدید اختلاف نہ ہوتا۔

نوٹ: اس مقام پر ہم حضرت علامہ مولانا مفتی ڈاکٹر محمد سلیمان قادری صاحب (سابقہ اہلحدیث جن کو اللہ تعالیٰ نے مسلک حق پرست اہلسنت و جماعت قبول کرنے کی توفیق نصیب فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم، فضل اور عمر میں خیر و برکت عطا

فرمائے۔ آمین) حال مدرس جامعہ نعیمیہ لاہور کی مشہور زمانہ کتاب ﴿میں سنی کیوں اور کیسے ہوا﴾ کے آخر سے سعودی اور پاکستانی وہابیوں کا فرق من و عن نقل کرتے ہیں۔

مکہ مدینہ والوں کے اہلحدیثوں سے شدید اختلافات

مکہ مدینہ والے	پاکستانی وہابی
1: مکہ مدینہ والوں کے نزدیک نبی ﷺ کی سنت کی طرح سنت خلفائے راشدین بھی دین اور شریعت کا حصہ ہے۔	اہلحدیث سنت خلفائے راشدین کے منکر ہیں۔ (بدور الاھلہ ج1 ص28)
2: مکہ مدینہ والے اصحاب رسول کو معیار حق تسلیم کرتے ہیں۔ (ارشاد المسترشد ص8)	اہلحدیث اصحاب رسول کے معیار حق ہونے کے منکر ہیں۔ (طریق محمدی ج ص196)
3: مکہ مدینہ والے اجماع صحابہ اور اجماع امت کو حجت مانتے ہیں (ارشاد المسترشد ص8)	اہلحدیث (غیر مقلدین) اجماع صحابہ اور اجماع امت کے منکر ہی ہیں (عرف الجادی ص111)
4: مکہ مدینہ والے فقہ اور اصول فقہ کے قائل ہیں۔ (بحوالہ شرعی فیصلے ص220)	غیر مقلدین فقہ اور اصول فقہ دونوں کے منکر ہیں۔ (ترجمان وہابیہ ص24)
5: مکہ مدینہ والے چار فقہ کو صراط مستقیم سمجھتے ہیں۔ (سیرت شیخ محمد بن عبد الوہاب ص56)	اہلحدیث چاروں مکاتب فقہ کو صراط مستقیم سے منحرف چار شیطانی راستے کہتے ہیں۔ اور چاروں فقہ کو فقہ جعفریہ کی طرح جھوٹی فقہ قرار دیتے ہیں۔
6: مکہ مدینہ والے اجتہاد آئمہ کے قائل ہیں اور ان کے نزدیک ہر ایک کو اجتہاد کا حق نہیں۔ (بحوالہ شرعی فیصلے 134)	غیر مقلدین اجتہاد آئمہ کے منکر ہیں۔ (اسلام کی امانت ص 11)

7: مکہ مدینہ والے قیاس شرعی کے قائل ہیں۔ (فتاوی ابن تیمیہ ص19)	غیر مقلدین قیاس شرعی کے منکر ہیں۔ (معیار الحق ص79)
8: مکہ مدینہ والوں کے نزدیک غیر مجتہد پر اجتہاد کرنا حرام اور تقلید واجب ہے۔ (بحوالہ شرعی فیصلے ص157)	اہلحدیثوں کے نزدیک غیر مجتہد کے لیے بھی تقلید حرام اور اجتہاد واجب ہے۔ (مجموع الرسائل ص19)
9: مکہ مدینہ والے امام احمد بن حنبلؒ کے مقلد ہیں۔ (بحوالہ شرعی فیصلے ص217)	اہلحدیثوں کے نزدیک آئمہ اربعہ میں سے کسی بھی امام کی تقلید حرام اور شرک ہے۔ (الظفر المبین ص120)
10: مکہ مدینہ والوں کے نزدیک تمام مقلدین اہلسنت و جماعت اور فرقہ ناجیہ ہیں۔ (بحوالہ شرعی فیصلے ص253)	اہلحدیثوں کے نزدیک صرف اور صرف ان کی جماعت غیر مقلدین جنتی ہے اور آئمہ مجتہدین کے مقلدین فرقہ ناجیہ سے خارج، بدعتی، مشرک اور جہنمی ہیں۔ اور ان سے نکاح جائز نہیں۔ (ھدیت المھدی ص161)
11: مکہ مدینہ والوں کی کوئی جماعت مسجد یا مدرسہ اہلحدیث کے نام سے نہیں ہے اور نہ ہی اپنایا اپنی فقہ کا لقب محمدی رکھتے ہیں۔	غیر مقلدین نے انگریز سے اپنے لیے اہلحدیث نام الاٹ کروایا۔ (سیرت ثنائی ص452) لہٰذا ہمیشہ اہلحدیث کہلواتے اپنا اور اپنی فقہ کا لقب محمدی رکھتے ہیں۔
12: مکہ مدینہ والوں کے نزدیک اہلحدیث کوئی مذہبی لقب نہیں بلکہ یہ علمی لقب ہے۔	غیر مقلدین کے نزدیک اہلحدیث مذہبی لقب ہے۔

13: مکہ مدینہ والے ایصال ثواب اور عذاب قبر کے قائل ہیں۔ (فتاوی ابن تیمیہ ج24 ص300)	غیر مقلدین وہابی ایصال ثواب اور عذاب قبر کے منکر ہیں۔ (ترجمان وہابیہ ص162)
14: مکہ مدینہ والوں کے نزدیک حضور ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں۔ (فتاوی ابن تیمیہ ج24 ص299-296) اور روضہ مبارک پر پڑا ہو درود سلام حضور ﷺ بذات خود سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں۔ (المغنی ج3 ص591-588)	غیر مقلدین عقیدہ حیات النبی ﷺ فی القبر کے منکر ہیں بلکہ ان کے نزدیک یہ عقیدہ کفر و شرک ہے۔ (مجموع الرسائل ص10-8) اہلحدیث صلوۃ و سلام عند القبر کے کے منکر ہیں اور قائلین کو مشرک کہتے ہیں۔ (فتاوی ثنائیہ ج1 ص107)
15: مکہ مدینہ والوں کے نزدیک روضہ اقدس کی خدمت و حفاظت ضروری ہے اور آج تک آئمہ حرمین نے روضہ رسول ﷺ کو نہ بدعت کہا اور نہ اس کے گرانے کا فتویٰ دیا۔	اہلحدیثوں کے نزدیک روضہ رسول ﷺ شرک اور بدعت ہے اور اس کا گرانا واجب ہے۔ (عرف الجادی ص60)
16: ان کے نزدیک ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں تین شمار ہوتی ہیں اور بیوی شوہر پر حرام ہوتی ہے۔ (احسن الفتاوی ج5 ص225)	اہلحدیث ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک شمار کرتے ہیں۔ اور مطلقہ عورت کو شوہر پر حلال قرار دے کر اس مطلقہ عورت کو پہلے خاوند کے پاس واپس کے لٹا کر ان دونوں کو تاحیات حرام کاری میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ (فتاوی ابن تیمیہ ج2 ص227)
17: مکہ مدینہ والے تین طلاقوں کے بعد حلالہ شرعی کے قائل ہیں۔ (المغنی ج ص575)	غیر مقلدین تین طلاقوں کے بعد حلالہ شرعی کے منکر ہیں۔

18 : مکہ اور مدینہ والوں کے نزدیک نماز میں ستر عورت شرط ہے۔ (عمدۃ الفقہ ص22)	غیر مقلدین کے نزدیک عورت کے لیے بھی نماز میں ستر کا ڈھانپنا ضروری نہیں۔

نوٹ: کافی عرصہ سے ایک کلام پاکستان میں چھپ رہا ہے اور اس کو عام کرنے والے وہابی لوگ ہیں اور اس کے سرورق یہ لکھا ہے ہندو کی فریاد۔ مجھے یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ اگر یہ کلام واقعتاً ہندو کا ہے تو پھر ہمارے مہربان اس کو چھپوا کر بانٹنے کی تکلیف کیوں کرتے ہیں اور اگر وہ کلام کسی پاکستانی ہندو کا ہے تو پھر نام کسی اور کا لکھنے کی کیا ضرورت ہے بہر حال صورت حال جو بھی ہو اتنی بات واضح ہے کہ ہندوؤں کا کلام چھپوانا اور پھر اسے عام کرنا یہ کسی خفیہ رشتے کی جانب اشارہ ہے۔ دور حاضر کے بہت بڑے عالم دین مفکر اسلام حضرت علامہ و مولانا ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب نے اس ہندو کو جواب دیا ہے جس نے بھی یہ کلام لکھا ہے۔

از: ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب حفظہ اللہ تعالی

سن لے ہندو خوامخواہ تو نے دھرا الزام ہے
تو ہے کافر میں ہوں مومن کیوں تجھے ابہام ہے
کس لیے بت سے ملا بیٹھا ہے تو رب کا ولی
لگتا ہے تیرا پڑوسی ہے نکھٹو خارجی
تو نے مانا دیوتاؤں کو پرستش کی جگہ
ہم نے ولیوں کے مزاروں کو نہ مانا سجدہ گاہ
تو نے ہر ہر مورتی کو کر لیا مسجود ہے
اپنا تو رب جہاں ہی اک فقط معبود ہے

گر نہیں سمجھا برہمن صنم و مرقد میں فرق
کچھ نہیں اس پہ تاسف وہ ہے ظلمت میں غرق
اس فرق کو کیسے سمجھے جس کا دل بیمار ہے
اس فرق کو سمجھنے میں نور دل درکار ہے
صد تاسف خارجی پر دعویٰ ایمان ہے
پھر بھی ظالمَ اس فرق سے بے خبر نادان ہے
قبر مومن بالیقیں ہے جنتی باغوں سے باغ
جبکہ پتھر مورتی کا بالیقیں دوزخ کی آگ
جس قدر ہے دوزخ و جنت کی ہیت میں فرق
اس قدر ہے صنم و تربت کی حقیقت میں فرق
صنم میں جاں تھی نہ ہے نہ ہی اسے ادراک بھی
بندہ خاکی تو سن لیتا ہے زیر خاک بھی
نہ ملاؤ اولیاء کو طبقہ اوثان سے
یہ تو عون کبریا ہیں پوچھ لو قرآن سے
گر عصائے موسوی پہ حق کی ہو جلوہ گری
سر جھکائے اس کے آگے عہد کی جادوگری
ایک لکڑی کی مدد سے جب ہوا حق کا ظہور
کس لیے عون ولی سے ہو عقیدے میں فتور
ہے مسلم لکڑیوں میں اس عصا کی سروری
پھر بھی ہے جنگی دھتورے کو ولی سے ہم سری
اللہ والوں کی مدد گر ہے شریعت میں حرام

کس لیے آئے فرشتے بدر میں بہر حرام
ہے یہی آصف کا جھگڑا آج فکر خام سے
نہ ملاؤ رب کے بندوں کو کبھی اصنام سے

آخری گزارش

محترم قارئین اس کتاب کے مطالعہ سے آپ حضرات کو خوب اندازہ ہوا ہوگا کہ ساری امت کو فقہ اسلامی اور تقلید کا نام لے کر گمراہ کرنے والے خود کتنے اتحاد کے بندھن میں بندے ہوئے ہیں اگر فقہ اسلامی اور تقلید اختلاف امت کا باعث ہوتے تو غیر مقلدین میں اختلاف نہ ہوتا جبکہ پوری امت میں سب سے زیادہ اختلاف غیر مقلدین میں پایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ عالم اسلام کو یہ بات سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور مسلم امہ کو ایسے فتنے سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔۔۔۔

کیونکہ۔۔

ہزاروں رہزن پھرتے ہیں لباس خضر میں
اگر اس دنیا میں رہنا ہے تو کچھ پہچان پیدا کر

اس کتاب کا اختتام میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا بریلوی رضویؒ کے ان اشعار پر کرتا ہوں۔

اعلیٰ حضرت کا پیغام اہل اسلام کے نام

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے
آنکھ سے کاجل صاف چرالیں یاں وہ چور بلا کے ہیں
تیری گٹھڑی تاکی ہے اور تو نے نیند نکالی ہے

سونا پاس ہے سونا بن ہے سونا زہر ہے اٹھ پیارے
توں کہتا ہے میٹھی نیند ہے تیری مت ہی نرالی ہے
آنکھیں ملنا جھنجلا پڑنا لاکھوں جمائی انگڑائی
نام پہ اٹھنے کے لڑتا ہے اٹھنا بھی کوئی گالی ہے
دنیا کو تو کیا جانے یہ بس کی گانٹھ ہے حرافہ
صورت دیکھو ظالم کی تو کیسی بھولی بھالی ہے
وہ تو نہایت سستا سودا بیچ رہے ہیں جنت کا
ہم مفلس کیا مول چکائیں اپنا ہاتھ ہی خالی ہے

تراویح کی رکعات کے بارے میں

غیر مقلدین اس مسئلہ میں بڑے شور وغل سے کہتے ہیں کہ تراویح آٹھ رکعت ہے چنانچہ مولوی ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

پہلی گواہی: اس میں شک نہیں آنحضرت ﷺ کے زمانہ مبارک میں نمازِ تراویح باجماعت کا انتظام نہ تھا بلکہ خلافتِ اولیٰ کے عہد میں بھی نہ تھا لوگ متفرق طور پر پڑھتے تھے تعداد رکعت مع وتروں کے گیارہ تھی جیسا کہ حدیث بخاری میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ رمضان وغیر رمضان میں گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے مگر اس پر اُمت کا اتفاق ہے کہ جماعتی انتظام خلیفۂ ثانی حضرت عمر نے کیا تھا۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۱ صفحہ نمبر ۵۴۴)

مولوی موصوف ایک اور مقام پر ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

حالانکہ حقیقت حال کچھ اور ہے جس کو عبدالمجید خادم سہر دوری صاحب نے سیرت ثنائی میں کچھ یوں بیان کیا ہے کہ:

دوسری گواہی: صحابۂ کرام میں کسی صحابی نے بیس رکعت تراویح پڑھی ہیں کہ نہیں؟

جواب: انفرادی طور پر بعض صحابہ نے بیس بھی پڑھی ہیں چالیس بھی پڑھی ہیں مگر جماعت آٹھ کی ہوتی تھی کیونکہ حضرت عمر خلیفۂ ثانی نے تراویح کے امام کو حکم دیا تھا کہ آٹھ رکعت تراویح وتر مجموعہ گیارہ رکعت پڑھائیں چنانچہ وہ ایسا ہی کرتے تھے۔

(فتاوی ثنائیہ جلد اصفحہ نمبر ۶۵۱)

مولوی موصوف ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

تیسری گواہی: ایک حق پسند کے لیے یہ بات قابل غور ہے کہ جماعت تراویح جو آج اسلامی ممالک میں مروج ہے کہ خلیفہ ثانی حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جاری ہوئی تھی خلافتِ اولیٰ کے زمانہ میں اس کا نام ونشان تک نہیں پایا جاتا جس خلیفۂ راشد کے حکم سے جاری ہوئی تعداد کے متعلق بھی اسی کا ارشاد دیکھنا چاہیے ورنہ کہا جائے گا کہ خلیفہ ثانی کا فعل تو قابل شکریہ ہے مگر حکم قابل رد۔

تلك اذا قسمة ضيزى

خلیفہ ثانی کا حکم موطا امام مالک میں موجود ہے آپ نے ابی بن کعب کو حکم دیا تھا کہ نماز تراویح باجماعت وتر سمیت گیارہ رکعت پڑھائیں۔ (فتاوی ثنائیہ جلد اصفحہ ۵۴۹)

عجیب بات: یہ ہے کہ جو مولوی اب تک گیارہ رکعت تراویح کو بڑے زور سے ثابت فرما رہے تھے جب کسی نے یہ سوال کیا کہ اگر کوئی آدمی رات کے آخری حصہ میں تراویح پڑھے تو کیا تہجد پڑھے گا کہ نہیں؟ مولوی صاحب کا جواب سنیے اور آپ کے علمی مقام کو داد دیجئے ملاحظہ ہو:

نماز تہجد تو سارے سال میں ہوتی ہے تراویح خاص رمضان میں ہے اگر کوئی شخص پہلے وقت میں تراویح نہ پڑھے آخر وقت میں پڑھے تو نماز تہجد بھی ہو جائے گی اور تراویح بھی زیادہ کرید کرنے کی ضرورت نہیں آنحضرت ﷺ نے جن تین دنوں

میں قیام رمضان کیا تھا اُن میں وتروں کا ذکر بھی نہیں ملتا۔

تبصرہ: لیجئے جناب سوال چنے اور جواب گندم مولوی صاحب نے اس سوال کا کیسا عجیب جواب دیا حالانکہ سوال بڑا سادہ تھا کہ اگر رات کے آخری حصہ میں آٹھ رکعت تہجد ہے تو تراویح کہاں گئی اور اگر تراویح ہے تو تہجد کہاں گئی چاہیے تو یہ تھا کہ مولوی صاحب اس کا کوئی صاف جواب دیتے مگر حضرت نے اس مسئلہ کو کرید کرنے سے منع فرماتے ہوئے ایک نیا باب کھول دیا کہ جناب حضور ﷺ سے اُن تین راتوں میں وتروں کا ثبوت بھی نہیں ملتا ہے۔

نیز جب اسی مولوی سے تہجد کی رکعتوں کے بارے میں سوال ہوا تو حضرت نے کچھ یوں جواب دیا کہ:

کم سے کم سات رکعت اور زیادہ گیارہ رکعت یا گاہے مع آخری نفلوں کے تیرہ رکعت سفر سعادت میں جمیع طریق جمع کئے گئے ہیں۔ (فتاوی ثنائیہ جلد اصفحہ ۵۸۰)

پس جناب جس مولوی نے تراویح اور تہجد کو ایک ہی نماز بتایا تھا اب تہجد کی رکعات میں اختلاف بتا کر کیا یہ ثابت نہیں کر رہے کہ تراویح سات رکعت تیرہ رکعت یا گیارہ رکعت ہے پھر آٹھ رکعت کا رٹا لگانا کہاں تک درست ہوگا۔

حقیقت حال: یہ ہے کہ آٹھ رکعت تراویح غیر مقلدین کی اپنی ہی ایجاد ہے جس کو عبدالمجید خادم نے کچھ ان الفاظ میں تسلیم کیا ہے چنانچہ نذیر حسین بٹالوی کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

نذیر حسین بٹالوی نے اشاعت وسنہ کے ذریعے اہل حدیث کی بہت خدمت کی اور آٹھ رکعت تراویح کی ترویج لاہور میں آپ ہی سے ہوئی۔ (سیرت ثنائی صفحہ نمبر 452)

تبصرہ: جی جناب کون سمجھائے ان مولویوں کو کہ کیا لاہور میں اسلام نذیر حسین بٹالوی صاحب کے ساتھ آیا تھا کہ آٹھ رکعت تراویح نذیر حسین بٹالوی نے رائج کی اور اگر

نذیر حسین بٹالوی صاحب لاہور میں تشریف نہ لاتے تو لاہور میں یہ سنت مصطفیٰ ﷺ کے کیسے رائج ہوتی حقیقت یہ ہے کہ تراویح نذیر حسین صاحب سے پہلے بھی لاہور میں موجود تھی جو بیس رکعت تھی حضرت نے آ کر لاہور میں آٹھ رکعتیں شروع کروا کر اُمت میں ایک نیا اختلاف ڈالا۔

فیصلہ کن بات: اصل میں تراویح بیس رکعت ہی ہے جس کو غیر مقلدین کے مجتہدِ مطلق قاضی شوکانی صاحب نے کچھ ان الفاظ میں تسلیم کیا ہے مختلف روایات تراویح کے متعلق لکھتے ہوئے قاضی شوکانی فرماتے ہیں کہ:

عن یزید بن رومان قال کان الناس فی زمن عمر یقومون فی رمضان فی ثلاث و عشرین رکعتا. (نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۵۶)

ترجمہ: یزید بن رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں رمضان میں وتروں سمیت تئیس رکعت تراویح پڑھتے تھے۔

اعتراض: غیر مقلدین اس روایت پر اعتراض کرتے ہیں کہ یہ ضعیف ہے حضرت یزید بن رومان کی وجہ سے۔

جواب: پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ کے کتنے بڑے محدث نے اس حدیث کو لکھنے کے بعد کوئی جراح نہیں فرمائی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شوکانی صاحب کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے۔ اگر بالفرض آپ نہ مانے تو پھر بخاری دیکھئے کیونکہ یزید بن رومان بخاری کا راوی ہے۔ (بخاری جلد دوئم صفحہ ۵۹۲، ۸۸۶)

عقلی دلیل: لغت کے اعتبار سے بھی تراویح کی آٹھ رکعات کہنا درست نہیں کیونکہ تراویح کی واحد ترویحہ ہے اگر تراویح آٹھ رکعت ہوتی تو یہ لفظ تراویح نہ ہوتا نہ بلکہ ترویحین ہوتا جو کہ غیر مقلدین کو بھی تسلیم نہیں ہے تو معلوم ہوا تراویح بیس رکعت ہی ہے آٹھ رکعت نہیں۔

مؤلف کے شاہکار

صحیح اسلامی عقیدے کی پہچان

قرآن کریم کی روشنی میں

اور

نمازِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احادیث کی روشنی میں

جلد آرہے ہیں۔